روئداد

جلسہ مسلمانان علیگڈھ و دیگر اضلاع

جو

ناگری حروف کے عدالتوں میں جاری ہونے پر غور کرنے کیلئے

۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۰ء بروز یکشنبہ کو

کراسٹھویٹ ہال علی گڈھ میں منعقد ہوا

اور

مطبع مفید عام علیگڈھ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

سنہ ۱۹۰۰ء

جلسۂ مسلمانان علیگڈھ و دیگر اضلاع جو ناگری حروف کے عدالتون مین جاری ہونے پر غور کرنے کیلئے ۱۳ مئی روز یکشنبہ صبح کو کراسٹھویٹ ہال علی گڈھ مین منعقد ہوا۔

۲ مئی سنہ حال کو نواب محسن الملک بہادر اور نواب لطف علیخان بہادر نے ایک جلسہ مین جو نواب محسن الملک کے مکان پر ہوا تھا یہ تجویز کی کہ علیگڈھ اور دیگر اضلاع کے مسلمانون کی ایک ابتدائی میٹنگ کی جائے تاکہ اوس رزولیوشن پر جو گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ع کو جاری کیا ہے اور جسمین ناگری حروف کے جاری کرنے کی سرکاری دفاتر مین اجازت دی ہے غور کرے چنانچہ اسکے لیے ۱۳ مئی روز یکشنبہ مقرر کیا گیا۔ مطابق اوسکے آج کراسٹھویٹ ہال مین مسلمان جمع ہوئے جسمین علاوہ ضلع علیگڈھ کے دیگر اضلاع سے بھی مثل میرٹھ۔ آگرہ۔ شاہجہان پور۔ الہ آباد۔ ایٹہ۔ سہارنپور۔ لدھیانہ۔ فرخ آباد سے بھی لوگ آئے تھے۔ مسلمانون کی دلچسپی اس معاملہ مین نہایت درجہ بڑھی ہوئی تھی باوجودیکہ لوگون کو بہت دیر مین اطلاع ہوئی اور محرم

کے سیویم ختم ہونے پر صرف ایک ہی دن کی مہلت تھی اوسپر بھی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کسی اور موقع پر اس علی گڈہ مین اتنے مسلمان کم جمع ہوئے ہون گے سارا ہال بہر گیا بہت سے لوگون کو بیٹھنے کی جگہہ نہ ملی اور کھڑا رہنا پڑا اور علاوہ ہال کے باہر کا برآمدہ بہی لوگون سے بہر گیا۔ جو صاحب اس جلسہ مین تشریف لاے تھے منجملہ اونکے مفصلہ ذیل حضرات تھے۔

نواب لطف علیخان بہادر -
حاجی محمد مصطفیٰ خان صاحب
میر عاشق علی صاحب آنریری مجسٹریٹ
شیخ محمد علی صاحب اشرف حافظ شیخ عبدالکریم
خان صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھ
خواجہ احمد شاہ صاحب رئیس لودہیانہ
سید عبدالباسط صاحب رئیس شاہجہانپور
صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب
بیرسٹر ایٹ لا رئیس کنجپورہ ضلع کرنال -
صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا
مولوی رفیع الدین صاحب وکیل -
مولوی ا[illegible] حسین صاحب ..

نواب محسن الملک بہادر ..
حاجی محمد موسیٰ خان صاحب ..
حاجی محمد یوسف خان صاحب ..
خان بہادر مولوی زین العابدین
خان صاحب .. ..
محمد حسین خان صاحب رئیس شاہجہانپور
علی محمد خان صاحب رئیس فرخ آباد -
مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر اٹاوہ
مولوی بہادر علی ایم اے۔ ایل ایل بی
حافظ امام الدین صاحب [illegible]
مولوی محمد عبدالرحمن صاحب ..
شیخ محمد عبداللہ بی اے ایل ایل بی [illegible]

خواجہ محمد یعقوب صاحب میونسپل کمشنر
تھیوڈور ماریسن اسکوئر ” ”
شیخ محمد شریف صاحب رئیس اورنگ آباد
نادر علی خانصاحب وکیل میرٹھ ”

مولوی اکرم علیخان صاحب رئیس علیگڈھ
ایل ٹپنگ اسکوئر ” ”
محمد یوسف خان صاحب رئیس خورجہ
شیخ محمد علی صاحب رئیس میرٹھ ”

خط اور تار راجہ نوشاد علی خان صاحب تعلقدار بارہ بنکی صوبہ اودھ اور حامد علیخان صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ کے جو بنام نواب محسن الملک بہادر کے آئے تھے پیش کیے گئے جسمین بوجہ محرم کے اونہون نے جلسہ مین شریک نہ ہونے کی معذرت اور اپنی دلی ہمدردی جلسہ کی نسبت بیان کی تھی۔

آنریبل ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان صاحب رئیس پہاسو بوجہ علالت شریک جلسہ نہو سکے۔

نواب محسن الملک بہادر نے تحریک کی کہ نواب لطف علیخان بہادر اس جلسہ کے صدر نشین ہون صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے اسکی تائید کی اور نواب صاحب ممدوح چیرز کی گونجتی ہوئی آوازون کے بیچ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔

نواب لطف علیخان بہادر صدر انجمن نے کھڑے ہو کر جلسہ کی غرض حاضرین سے بیان کی اور فرمایا کہ یہ ایک نہایت ضروری کام ہے اور بہت سی باتین اس معاملہ کے متعلق قابل طے ہین امید ہے کہ آپ سب صاحب جو اس قومی کام مین حصہ لینے کے لیے جمع ہوئے ہین بہت غور و تامل کے ساتھ ان تمام

باتون کا فیصلہ کرینگے جو اس وقت آپکے سامنے پیش کیجائینگی - اور نواب محسن الملک بہادر آپکے سامنے رزولیوشن زیر بحث کے متعلق ضروری مراتب اپنی تقریر مین بیان کرینگے - بعد اسکے نواب محسن الملک بہادر کھڑے ہوئے اور مفصلہ ذیل تقریر کی -

اسپیچ نواب محسن الملک بہادر

حضرات - آج ہم لوگ گورنمنٹ کے اوس رزولیوشن پر غور و بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے ہین جو متعلق اُردو اور ناگری کے ۱۸ اپریل سنہ حال کو جاری ہوا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ اس رزولیوشن نے نہایت درد انگیز جوش مسلمانون مین پیدا کر دیا ہے - اور وہ اپنی آیندہ کی بہبودی اور سرکاری ملازمت کی طرف سے بہت خوف زدہ ہو رہے ہین - اور یہ ایک قدرتی بات ہے کہ رنج اور درد کی حالت مین نکتہ چینی جو نہایت مفید چیز ہے اعتدال اور انصاف کے ساتھ نہین ہو سکتی - اور ایسی حالت مین اوسکا اثر جیسا ہونا چاہیے نہین ہوتا اس لیے ضرور ہے کہ اس رزولیوشن پر بحث کرتے وقت آپ اعتدال اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دین اور رنج اور غصہ سے اپنے خیالات اور اپنی تقریرون کو پاک رکھین - اور اس بات پر یقین رکھین کہ ہز آنر سر انٹونی میکڈانل لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی نے جو اس رزولیوشن کو جاری کیا ہے اوس سے بجز اسکے جو اوس رزولیوشن کی تمہید مین بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ناگری حروف مین عرائض اور استغاثون کے لکھے جانے سے اوس بڑے حصہ آبادی کو آسانی اور سہولیت

ہوگی جو ہندی سے واقف ہے کوئی دوسرا خیال ہز آنر کو اس حکم کے جاری
کرتے وقت نہ تھا اس لیے جو اعتراض اور جو نکتہ چینی آپ اوس پر کریں اونہیں
گورنمنٹ کی نیک نیتی اور منصفانہ خیال کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں - اور گورنمنٹ
کو کسی فریق کی حمایت یا ایک کے حقوق کو دوسرے کے حقوق پر ترجیح دینے
کے خیال سے پاک اور آزاد سمجھیں - سوا اوسکے ہمکو اس رزولیوشن پر نکتہ چینی
کرتے وقت صرف اپنے ذاتی مقاصد کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیے
اور اپنے ہموطن بھائی ہندوؤں کے اغراض اور فوائد کے برخلاف حملہ آوری
کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں تاکہ باہم ہمارے اور اونکے رنج اور غصہ کی
آگ نہ بھڑکے - اور ہمارے اور اونکے آپس میں قومی یا مذہبی جھگڑے پیدا
نہوں بلکہ بحیثیت ہونے جان نثار رعایا سے ملکہ معظمہ کے ہم دونوں فریق
صرف اپنے اپنے حقوق حاصل کرنے پر قانع رہیں - اگر ان دونوں باتوں کو
آپ نے پیش نظر رکھا اور اپنے دل اور زبان کو بیجا خیالات اور نامناسب
تقریروں سے آلودہ نہ ہونے دیا تو امید ہے کہ آپ کامیاب ہونگے
ورنہ آپکو فائدہ کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑیگا -

اب میں اصل رزولیوشن کی نسبت کچھہ کہنا چاہتا ہوں - یہ رزولیوشن جیسا کہ
گورنمنٹ کا اصلی منشا ہوگا بظاہر نہایت محدود اور کسی فریق کو نقصان پہونچانے
والا معلوم نہیں ہوتا - اوسمیں صرف ہندی زبان اور فارسی حروف کی مخالفت کا عام [illegible]

جو تیس چالیس برس سے زیر بحث ہے حل نہین کیا گیا بلکہ زبان کا مسئلہ حروف کے مسئلہ سے علیحدہ رکہا گیا ہے چنانچہ ہز آنر نے اپنا منشا بصراحت ظاہر کر دیا ہے کہ وہ نہین چاہتے کہ ممالک ہذا کی عدالت کی زبان کو تبدیل کرین یا فارسی حروف کے استعمال کی ممانعت فرمائین بلکہ صرف اس امر پر رزولیوشن مذکورہ بالا کو محدود رکہا ہی کہ رعایا کی اوس بڑی جماعت کو جو سوائے ناگری کے حروف کے اور حروف سے واقف نہین ہے آسانی ہو - آپکو رزولیوشن کے دیکہنے سے معلوم ہوگا کہ اوسمین دو تجویزین پیش کی گئی ہین ایک یہ کہ جو لوگ ہندی جانتے ہین اور ہندی مین کارروائی کرنا چاہتے ہین اونکو ناگری مین درخواستین لکہنے کی اجازت دی گئی ہے مگر اوسیکے ساتھ جو لوگ فارسی حروف کو پسند کرتے ہین وہ اپنی خواہش کے موافق فارسی حرفون مین کارروائی کرنے کے لیے آزاد رکہے گیے ہین - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونون فریق کی خواہشون اور ضرورتون کا خیال رکہا گیا ہے اور کوئی ایک فریق دوسرے فریق کی مرغوب اور پسندیدہ حرفونمین درخواست اور عرضی تحریر کرنے پر مجبور نہین کیا گیا ہے - دوسری تجویز اس رزولیوشن مین متعلق ملازمت کے ہے اور اوسکی نسبت یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی عدالتی نوکری پر کوئی شخص مقرر نہ کیا جائیگا تاوقتیکہ وہ ناگری و فارسی کے حروف روانی کے ساتھ لکہ پڑہ نہ سکتا ہو - بظاہر اسمین بہی کچھہ حق تلفی کسی فریق کی معلوم نہین ہوتی - اگر مسلمان ناگری جاننے پر نوکری حاصل کرنے کے لیے مجبور کیے گئے ہین - تو ہندؤن پر بہی ملازمت کے لیے فارسی پڑہنے ...

اچھی طرح لکھنا پڑھنا لازمی رکھا گیا ہے - مگر جب زیادہ غور کی نظر سے یہ رزولیوشن
دیکھا جاتا ہے اور اوسکے نتائج پر جو آیندہ پیدا ہونگے تعمق کی نظر ڈالی جاتی ہے
تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانون کے لیے یہ رزولیوشن عموماً نہایت مضر ہے - اور
دوسرے فریق کے لیے بھی کچھ زیادہ مفید نہیں ہے مسلمانونکی آیندہ پالیسی پر اس کا
نہایت مضر اثر پہنچیگا اور اونکی موجودہ تعلیم کو بہت کچھ صدمہ پہونچیگا اور اونکی
آیندہ امیدون پر جو اونکو سلطنت برطانیہ کے زیر حمایت رہکر ترقی اور بہبودی حاصل
کرنے کی ہین خواہ بذریعہ ملازمت گورنمنٹ کے یا دوسرے پیشون کے
بہت برا اثر پڑیگا اور اوس ترقی یافتہ اور شایستہ اردو زبان کا جو محض ہندو اور
مسلمانون کے باہمی اختلاط اور ربط و ضبط کا نتیجہ کہی جاسکتی ہے اور جو پرائیویٹ
اور پبلک اور تجارتی معاملات مین اظہار خیال کا مشترک ذریعہ ہے - اور جو نہ
صرف ممالک مغربی و شمالی اور اودہ کی بلکہ دیگر صوبہ جات کی بھی مثل پنجاب کے
علمی زبان ہے بتدریج درجہ گھٹ جاویگا اور بجاے ترقی کے اوسکا تنزل
شروع ہوگا اور کم از کم ایک حصہ تعلیم یافتہ مسلمانان ممالک مغربی و شمالی کا ایک
وسیع اور ترقی پذیر لٹریچر کے فوائد سے محروم ہو جاویگا اور کاروبار عدالتی و تجارتی
اور تمدنی مین بہت سی عملی مشکلات اور غلط فہمیان واقع ہونگی اور اس مشترک
زبان اور مشترک رسم خط مین جو کئی صدیون سے جاری ہے فرق آنے سے
ہندو اور مسلمانون کے دوستانہ تعلقات کو ہیجان مین لانے کی طرف رجحان ہوگا

اور گو رزولیوشن تنہا نسبت کہ اس سے زبان کی تبدیلی نہیں کی گئی بلکہ درحقیقت
زبان کا بدلنا خط کے بدلنے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور اسی لیے تمام مسلمان اس رزولیوشن
کو اردو زبان کی موت کا گھنٹہ سمجھتے ہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے جو آسانی
اون لوگون کے لیے سمجھی گئی ہے وہ بھی اس سے حاصل نہوگی۔ بلکہ دفترون کی
کارروائی دو قسم کے حرفون کے جاری ہونے سے زیادہ مشکل۔ زیادہ پیچیدہ
اور زیادہ وقت پیدا کرنے والی ہو جائیگی۔

علاوہ ان باتون کے اس رزولیوشن سے جسمین بغیر دینے کسی قسم کی مہلت
کے ناگری میں بخوبی لکھنے پڑھنے کو عملہ کی ملازمت میں لازم کر دیا ہے مسلمانون
کو فوراً نہ صرف معمولی نقصان ہوگا بلکہ درحقیقت بدنصیب مسلمان جو پہلے
ہی سے ملازمت کے اس صیغہ مین کم داخل ہوتے ہین اونکے لیے نوکری کا دروازہ
قریباً بند ہو جائیگا۔ اور عملہ کی نوکری پانے سے وہ قریباً کل کے محروم ہو جائین گے
وہ امیدوار جو برسون سے نوکری کی امید پر پڑے ہوئے دفترونمین کام کر رہے
ہین اور جنکو ناگری سیکھنے کے لیے پہلے سے کسی قسم کا نوٹس بھی نہین دیا گیا
اگر اب سے ناگری سیکھنا شروع بھی کرین تو بھی [illegible] وہ ان ہندو فریقون کے جو قومی اور
مذہبی لحاظ سے ناگری اچھی طرح لکھ پڑھ سکتے ہین کبھی کامیاب نہین ہو سکتے۔ [illegible]
رزولیوشن سے [illegible] اردو [illegible] مین چلے جائین گے [illegible]
ہین جو مسلمانون کو اس رزولیوشن سے [illegible]

جسکو تمام مسلمان نہایت حیرت سے دیکھ رہے ہین اور گو وہ غلطی ہی پر ہون مگر وہ اسی کو گورنمنٹ پالیسی کی تبدیلی سمجھکر ہیبت زدہ ہو رہے ہین۔

صاحبو۔ یہ کوئی خیالی نقصانات نہین ہین بلکہ واقعی اور حقیقی ہین جو بتدریج مسلمانون کو پہونچنے والے ہین۔ اسی لیے تمام مسلمانون مین اسکے چرچے ہو رہے ہین اور تمام اخبارون اور تحریرون اور تقریرون مین بیان کیے جا رہے ہین اس لیے میرے نزدیک کیا بلحاظ قومی ضرورت کے اور کیا بلحاظ ملکی مصلحت کے بحیثیت ایک وفادار اور شکر گزار رعایا ملکہ معظمہ ہونے کے تمام ہندوستانی مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ ان نقصانات کو صاف صاف مودبانہ طریقہ سے گورنمنٹ پر ظاہر کرین اور جن مضر نتائج کے پیدا ہونے کا اس رزولیوشن سے اونکو خیال ہے اوسے ادب اور آزادی کے ساتھ ہز آنر سر انٹونی میکڈانل کے روبرو عرض کرین۔ اور جو صحیح یا غلط خیالات اس رزولیوشن سے اونکے دلونمین پیدا ہو رہے ہین اوس سے ہز آنر کو آگاہ کرین اور اس بات پر پورا بھروسہ کرین کہ ایسی حالت مین ہز آنر اونکی خواہشون اور دلیلون کو دل سے سنینگے اور اپنے اس رزولیوشن پر دوبارہ غور فرماوینگے اور لامحالہ اوسمین ضروری اور مناسب ترمیم کرینگے۔

صاحبو مجھے گورنمنٹ سے اس بات کی کچھہ شکایت نہین ہے کہ اوس نے اس اہم اور نازک مسئلہ کے ہر پہلو پر کافی غور نہین کیا بلکہ مجھے خود اپنی قوم سے اس بات کی شکایت ہے کہ اوس نے اپنے حقوق اور فوائد کی حفاظت کا کچھہ انتظام نہین کیا

بلکہ دوسرے فریق کی مستعدانہ اور قابلانہ کوشش کے مقابلہ مین مجرمانہ غفلت کی
سب کو معلوم تھا کہ دوسرا فریق باقاعدہ اور منتظم طریقہ سے اسبات کی کوشش کر رہا ہے
کہ اردو کے بدلے ہندی زبان اور فارسی حروف کی جگہہ ناگری حروف سرکاری
دفترون مین جاری ہون - اونکے امیرون نے اس کام کے لیے روپیہ سے
اور اونکے تعلیم یافتہ نوجوانون نے زبان اور قلم سے مدد کی اور سنہ ۱۸۶۸ء سے لیکر
سنہ ۱۸۹۸ء تک ایک مسلسل اور غیر منقطع کوشش برابر جاری رکھی اور بالآخر سنہ ۱۸۹۸ء
مین اونھون نے اپنے سربرآوردہ اور معزز رئیسون کی حمایت وسرپرستی مین
ایک ذی عزت اور باوقار ڈیپوٹیشن لیجاکر ہز آنر کے سامنے اپنی خواہشین ظاہر کین
اور بذریعہ ایک میموریل کے جو نتیجہ اونکی سالہا سال کی متفقہ کوشش کا تھا اپنی
خواہشون کی واجبیت کے دلائل اور وجوہ پیش کیے - اوسوقت جو جواب ہز آنر نے
ڈیپوٹیشن کو دیا اوس سے یاد ہوا ہوگا کہ ہز آنر کا خیال اردو زبان کو دفاتر سرکاری مین قائم رکھنے کا مستحکم
پایا جاتا تھا اگرچہ جناب ممدوح کا میلان طبع ناگری کی عمدگی اور ایک بڑی جماعت کی آسانی کیلیے کچھہ تجویز کرنیکا بھی
صاف صاف معلوم ہوتا تھا اور وہ وقت تھا کہ مسلمان بھی میموریل تیار کرتے اور ایک معزز ڈیپوٹیشن کے
ذریعہ سے اپنے خیالات ہز آنر پر ظاہر کرتے اور اون نقصانات کو جو اس تجویز سے ہونیوالے ہین صاف صاف دکھاتے
اور ہز آنر کو اپنے دلائل اور وجوہ پر غور کرنے کے لیے موقع دیتے - مگر مسلمانون نے
کچھہ توجہ اسپر نہ کی - صرف ایک مقام پر کسی قدر کچھہ کوشش کی گئی اور ایک میموریل لکھنے
کے لیے ارادہ کیا گیا - اور بعض تعلیم یافتہ نوجوانون نے اپنا وقت اور دماغ [illegible]

مین صرف کیا اگرنہ دولتمند مسلمانون نے روپیہ سے اونکی مدد کی نہ مواد جمع
کرنے کا اونکو سامان ملا نہ اون سربرآوردہ مسلمانون نے جو گورنمنٹ مین خاص
قدر اور عزت رکھتے ہین اونکی کچہہ حمایت و اعانت کی اور اس لیے وہ کام ناتمام
رہا۔ اور جیسی کہ مسلمانون کی عادت ہے سب مسلمان خواب غفلت مین پڑے
سوتے رہے اور آخر کار بعد گزر جانے دو برس کی مدت کے جب یہ رزولیوشن
جاری ہوا تو اس طرح ہیبت زدہ ہو کر چونک پڑے جس طرح کسی بے خبر جماعت
پر ناگہانی گولہ آکر گرتا ہو مگر اب بھی مجھے بہت شک ہے کہ وہ سیدھا راستہ اختیار
کرین اور جس ذریعہ سے کامیابی کی امید ہے وہ مہیا کرین۔

صاحبو۔ اب مشکل اول سے زیادہ بڑہ گئی ہے جب تک گورنمنٹ نے
کوئی حکم جاری نہ کیا تھا اس کا روکنا منع مرض کی طرح کسی قدر آسان تھا اور اب حکم
جاری ہو گیا ہے اوسکا منسوخ و ترمیم کرانا دفع مرض کی طرح زیادہ کوشش کا
محتاج ہے اور اسکے لیے چند باتین ضروری ہین۔ ایک تو یہ کہ متفقہ کوشش
سے کام کیا جاوے اور مجموعی قوت منتشر نہ کی جاوے اور اسکی تدبیر یہ ہے
کہ تمام شمالی ہندوستان کے مسلمانون سے صلاح و مشورہ کر کے گورنمنٹ مین
پیش کرنے کے لیے ایک میموریل تیار کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ جن نقصانات
کا اس رزولیوشن سے پہونچنے کا احتمال ہے وہ صاف صاف آزادی
کے ساتھہ مگر مودبانہ طریقہ سے ظاہر کیے جائین۔ اور برٹش گورنمنٹ کو

ایک نہایت منصف گورنمنٹ اور ہز آنر سر انطونی میکڈانل کو ایک نہایت حق
پسند حاکم سمجھکر اصلی خیالات ظاہر کرنے مین نہ کچھ بیہودہ خوف کیا جائے نہ
کسی خیالی امید پر اس سے علیحدگی اختیار کی جاوے - تیسرے یہ کہ وہ سر بر آوردہ
مسلمان جنکی گورنمنٹ مین عزت اور پبلک مین شہرت ہے اور جن پر قوم کے بہت
کچھ حق ہین وہ دل کھول کر اس کام مین شریک ہون اور ایسے وقت تو قوم کا
ساتھ دین - چوتھے یہ کہ گھرون مین بیٹھکر شکایت کرنے اور گورنمنٹ کی نسبت
غلط اور بیہودہ شبہات دل مین لانے اور درد کو چھپانے اور دل ہی دلمین جلنے
کے بدلے اوس طریقہ سے کارروائی کرین جو ایک تعلیم یافتہ اور وفادار اور گورنمنٹ
کے انصاف پر بھروسہ کرنے والی رعایا کے شایان ہے - پانچوین یہ کہ مایوس
اور دل شکستہ ہو کر کوشش کرنے مین دریغ نہ کرین بلکہ اچھی طرح سمجھ لین کہ گورنمنٹ
نے جو حکم جاری کیا ہے گو وہ کیسی ہی نیک نیتی اور نیک ارادہ پر مبنی ہو مگر مثل
اور لوگون کے گورنمنٹ بھی رائے اور تجویز مین غلطی کرنے سے محفوظ نہین ہے
خصوصاً ایسی حالت مین جبکہ ایک فریق نے اپنے دلائل سے اپنے دعوی
کو بخوبی ثابت کر دیا ہو اور دوسرے فریق نے اپنی طرف سے نہ اوسکی تردید کی ہو نہ
اپنے دلائل اور وجوہ پیش کر کے گورنمنٹ کو اوسپر غور کرنے کا موقع دیا ہو - درحقیقت
اسمین سارا قصور خود مسلمانون کا ہے نہ گورنمنٹ کا - اور گو اب وقت تھوڑا رہ گیا ہے
مگر وقت باقی ہے کہ پھر دوبارہ کوشش کی جاوے اور ان اعتراضات کو جو مسلمانان نے

رزولیوشن کے جاری ہونے سے سمجھتے ہین اونکو قابلیت سے گورنمنٹ پر ظاہر کرین - اگر اب بھی مسلمان گھرون مین بیٹھکر رونے کے بدلے یہ کام کرین تو گورنمنٹ سے پوری امید دوبارہ غور کرنے اور اس رزولیوشن کے منسوخ ہوجانے کی ہے -

صاحبو - واقعی حالت یہ ہے کہ نہ گورنمنٹ اب تک مسلمانون کے اون نقصانات سے واقف ہے جو اس رزولیوشن سے پہونچنے والے ہین اور نہ اوس بے چینی اور بیقراری اور پریشانی سے غالباً اب بھی آگاہ ہوگی جو اس حکم سے پیدا ہوئی ہے - اوسکے حاشیۂ خیال مین بھی یہ بات نہ گذری ہوگی - کہ اس رزولیوشن نے ایک تہلکہ مسلمانی جماعت مین ڈالدیا ہے اور مسلمان اوسے نہایت ہیبت اور خوف کی نظر سے دیکھ رہے ہین - درحقیقت خود مسلمان خدا کے نزدیک، گورنمنٹ کے نزدیک اور دنیا کے نزدیک گنہگار ہونگے اگر وہ اپنے اصلی خیالات ظاہر نکرینگے - اور جن آنے والی مصیبتون کا ایک خیالی بہوت بناکر کھڑا کر رکھا ہے اوسے گورنمنٹ کے سامنے پیش نہ کرینگے - اور بزدلانہ طریقہ چھوڑکر مردانہ مگر مہذبانہ طور پر اس رزولیوشن کی اصلاح کی گورنمنٹ سے خواہش نہ کرینگے - یاد رکھو کہ کوئی کوشش جو نیک نیتی اور ایمانداری سے قوم کے لیے کیجاے اور جسمین اعتدال اور شایستگی اور انصاف اور وفاداری پیش نظر رکھی جائے کبھی نہ وہ گورنمنٹ کے نزدیک بری سمجھی جاسکتی ہے اور نہ گورنمنٹ اوسپر غور کرنے سے انکار کرسکتی ہے -

مین یہ نہین کہتا نہ کہسکتا ہون کہ جو کوشش کی جائیگی اوسمین پوری پوری کامیاب ہوگی یا ہمارے خیالات سے گورمنٹ کے خیالات ہر بات مین متفق ہونگے کیونکہ ممکن ہے کہ بوجہہ اسکے کہ اس معاملہ مین ہمارے اغراض شامل ہین راے قایم کرنے مین ہمسے خطا ہو یا بعض دلائل ہمارے ضعیف ہون مگر اس مقولہ کو ہمیشہ یاد رکھو کہ "رعایا کی خواہشون کا سننا کام ہے ایک دانا گورمنٹ کا۔ اور ظاہر کرنا اپنی اصلی خواہشون کا اور مانگنا اپنے حقوق کا کام ہے ایک آزاد اور وفادار رعیت کا" اور اپنے اس پاک عقیدہ کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ "ہمارا کام ہے کوشش کرنا اور خدا کا کام ہے اوسکا پورا کرنا" پس ہم سب کو چاہیئے کہ اس قومی کام کو دانشمندی اور استقلال سے کرین اور بذریعہ ایک معزز ڈیپوٹیشن کے ایک میموریل ہز آنر سر انٹونی میکڈانل ہی کے حضور مین پیش کرین۔ اگر ہم کامیاب ہوئے فہو المراد۔ اگر نا کامیاب ہوئے تو ہمارا دل اس خیال سے مطمئین رہیگا کہ ہمنے اپنا حق ادا کیا۔ اور آیندہ آنے والی نسلین اسیات کو دیکھکر ہماری شکر گذار ہون گی کہ ہمنے اونکی بہبودی کے لیے کوشش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ پس اے مسلمانو! اور خدا کے کرم اور گورمنٹ کے انصاف پر بہروسہ کرکے اس قومی کام مین بلا خیال اسکے کہ تم جیتوگے یا ہاروگے آخری کوشش کرلو تا کہ کہنے کو یہ بات رہجاے کہ

شکست و فتح نصیبون سے ہے ولی اے میر	مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

بعد ختم ہونے اسپیچ نواب محسن الملک بہادر کے رزولیوشن پیش
کئے گئے -

پہلا رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور اسکے پیش کرتے وقت کہا کہ جو رزولیوشن ہز آنر سر انٹونی میکڈانل جی - سی - ایس آئی نے ناگری حروف کے جاری کرنے کے متعلق جاری فرمایا ہے وہ بہت کچھ غور کرنیکے لایق ہے اور اوسپر ہم مسلمانون کی طرف سے بہت کچھ اعتراضات پیش ہونے کے لایق ہین اور کچھ شبہ نہین کہ نہ صرف اس صوبہ کے مسلمانون کو بلکہ اور صوبہ کے اہل اسلام کو بھی اس معاملہ سے خاص تعلق ہے - اور گورنمنٹ مین باضابطہ اسپر اعتراض کرنیکے لیے مسلمان آمادہ ہین - مگر میرے نزدیک مناسب بلکہ ضرور ہے کہ اس رزولیوشن پر جو اعتراض مسلمانون کو ہون وہ جناب ممدوح کے روبرو پیش کئے جائین - اور جو یادداشت یا عرضداشت گذرانی ہو وہ قبل ختم ہونے زمانۂ حکومت جناب ممدوح کے گذرانی جائے - اسلیئے کہ جو فیصلہ ہز آنر نے فرمایا ہے وہ درحقیقت ایک طرفہ ہے - ہز آنر کے روبرو ابتک نہ مسلمانون کا کوئی میموریل پیش ہوا نہ مسلمانون کا کوئی ڈپوٹیشن گیا نہ مسلمانون نے ناگری حروف کے جاری ہونے سے جو اونکو نقصان پہونچے گا اوسکو ہز آنر کے سامنے ظاہر کیا - اگر ہم ہز آنر کے روبرو میموریل پیش کرینگے اور اس یکطرفہ فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کرینگے تو ہمکو ہز آنر کی حق پسندی سے امید ہے کہ جناب ممدوح خود ہی اس رزولیوشن کو منسوخ فرماوینگے یا اوسمین ضروری ترمیم کرینگے

اس سے لیے مین رزولیوشن مفصلہ ذیل پیش کرتا ہون۔

رزولیوشن نمبر ۱

"اس مجلس کی یہ راے ہے کہ متعلق رزولیوشن نمبر ۵۸۵ مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء کے جو گورنمنٹ ممالک مغربی وشمالی و اودھ نے جاری کیا ہے اور جسکی روسے ہر شخص مجاز کیا گیا ہے کہ اپنی عرضی یا استغاثہ ناگری کے حروف مین یا فارسی کے حروف مین جیسا کہ وہ چاہے پیش کرے اور نیز جسکی روسے کوئی شخص کسی عملہ کی نوکری پر مقرر نہوسکے گا تاوقتیکہ وہ ناگری و فارسی کے حروف روانی کے ساتھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ چونکہ ترمیمی یا درخواست دربارہ تنسیخ و ترمیم و تبدیل و اضافہ کیجاے وہ ضرور ہے کہ بذریعہ عرضداشت کے عالیجناب ہز آنر سر انٹونی میکڈانل بہادر جی سی۔ ایس۔ آئی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی و چیف کمشنر اودھ کے حضور مین قبل ختم ہونے جناب ممدوح کی میعاد حکومت کے پیش کی جاوے"

اس رزولیوشن کی تائید صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

دوسرا رزولیوشن شیخ عمر علی صاحب رئیس میرٹھ نے جو خان بہادر حافظ عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھ کی طرف سے جلسہ مین آئے تھے پیش کیا اور پیش کرتے وقت یہ گفتگو کی۔

آپ سب لوگ جانتے ہین کہ اس رزولیوشن زیر بحث کا اثر زیادہ تر ہماری [illegible]

ہی پر پڑے گا۔ اگرچہ خاص تعداد ہندو بھائیون کی ہی اس رزولیوشن سے ناراض ہے اور مین جانتا ہون کہ وہ بھی اس رزولیوشن کی مخالفت مین ہمارے ساتھ شریک ہونے کے لیے تیار ہین لیکن ہمین اپنی ہی کوششون پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اسلئے مین یہ رزولیوشن پیش کرتا ہون کہ گورنمنٹ کے رزولیوشن پر جو کچھہ نکتہ چینی کی جائے وہ زیادہ تر مسلمانون ہی سے مخصوص ہے وہ رزولیوشن یہ ہے۔

رزولیوشن نمبر ۲

"دربارہ تیاری اور پیش کرنے عرضداشت مذکورہ رزولیوشن نمبر ا کے مجلس نے بالاتفاق قرار دیا کہ وہ عرضداشت زیادہ خصوصیت کے ساتھ مسلمانون کی طرف سے بلحاظ انکے سوشل و پولٹیکل و ایجوکیشنل یعنی معاشرت و تمدنی و تعلیمی حالات کے بحیثیت ہونے جان نثار رعایا سے حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند کے گذرانی جاسے"

اس رزولیوشن کی تائید صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

تیسرا رزولیوشن خواجہ احد شاہ صاحب پروپرائٹر پنجاب ایزرور رئیس لدھیانہ نے جو اس جلسہ مین شامل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تھے پیش کیا اور پیش کرتے وقت یہ گفتگو کی۔

اگرچہ یہ رزولیوشن ممالک مغربی و شمالی واودہ سے متعلق ہے مگر اسکا اثر خصوصیت سے پنجاب

کے مسلمانون پر بھی پہونچے گا اور اونکو بھی اوس سے وہی نقصانات پہونچین گے جو ممالک مغربی و شمالی کے مسلمانون کو پہونچنے والے ہین اسلیلے کہ ان دونون صوبہ کے تعلقات ایسے متحد اور باہمد گر اس درجہ متعلق ہین کہ یہان کا اثر تعلیمی اور معاشرتی حالت مین پنجاب پر پہونچتا ہے ۔ اور بعض اضلاع صوبہ پنجاب کے مثل دہلی اور کرنال وغیرہ کے تو ایسے ہین جنکو فی الحقیقت اسی صوبہ کے متعلق کہنا چاہیئے اور یہ معاملہ صرف ملازمت ہی پر محدود نہین ہے بلکہ تمام مسلمانون کی تعلیمی اور تمدنی حالت مین تبدیلی پیدا کرنے والا ہے اور اس لیے ضرور ہے کہ تمام بلاد ہندوستان کے مسلمانون کی ایک پبلک ریپریزینٹیٹو میٹنگ بلائی جاوے اور صرف اسی صوبہ کے مسلمانون پر وہ محدود نہ رکھی جاوے اس لیئے مین مفصلہ ذیل رزولیشن پیش کرتا ہون ۔

رزولیوشن نمبر ۳

"بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ نواب محسن الملک بہادر سے درخواست کیجاوے کہ وہ شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی ایک پبلک ریپریزینٹیٹو میٹنگ اوسوقت اور اوس مقام پر منعقد ہونے کا انتظام کرین جسکا تعین مین بعد کیا جاوے گا تاکہ اوس میٹنگ مین گورنمنٹ کے اوس رزولیوشن پر جو زیر بحث ہے غور کیا جاوے اور گورنمنٹ مین پیش کرنیکے لیے ایک متفقہ میموریل دوخداشت تیار کیجاوے"

نواب لطف علیخان صاحب پریسیڈنٹ نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا ۔

چوتھا رزولیوشن صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے پیش کیا۔ اور پیش کرتے
وقت کہا کہ اس رزولیوشن کی یہ غرض ہے کہ ہمارا یہ مطلب جو سمجھا جاوے اور نیز
گورنمنٹ پر یہ واضح کر دیا جاوے کہ ہم کو اس رزولیوشن کے سمجھنے میں کوئی غلط فہمی
نہیں ہوئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے بات کو یہیں پر [illegible] اہل
معاملہ کو مجاز کرتی ہے کہ چاہے وہ اپنا استغاثہ ناگری میں پیش کرے خواہ
اُردو میں۔ اور ہماری مخالفت اسی نہج پر ہوگی اس لیے میں یہ رزولیوشن
پیش کرتا ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۴

"بالاتفاق قرار پایا کہ گورنمنٹ رزولیوشن جو اسوقت زیر بحث ہے
اوسکے متعلق یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ عدالتوں کی زبان تبدیل نہیں کرتا اور نہ
حکماً ہندی طرز تحریر کو عام دفاتر میں جاری کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے بلکہ صرف
اہل معاملہ اور پبلک کو مجاز کرتا ہے کہ وہ سرکاری معاملات میں بجائے اُردو حروف
جو کہ آجکل عدالتوں میں عام طور پر مروج ہیں ہندی یعنی ناگری حروف استعمال
کرے"

اسکی تائید مولوی بہادر علی صاحب نے کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

پانچواں رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت
یہ گفتگو کی۔ ہم تمام مسلمانوں کو اس بات کا یقین ہے کہ حکومت برطانیہ سے

بڑھکر کوئی اور ایسی سلطنت نہیں ہے جو اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح اور ترقی کی
خواہان ہو - اور جسے سوا سے رعایا کی بھلائی کے کوئی دوسری بات پیش نظر
ہو - سو برس کے تجربہ نے ہمکو گورنمنٹ کی انصاف اور بے طرفدارانہ کارروائی پر
یقین دلادیا ہے اور ہم صدق دل سے اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ کسی
کارروائی میں گورنمنٹ کو نہ خود غرضی کا خیال ہوتا ہے نہ کسی خاص فریق کی حمایت
اور طرفداری منظور ہوتی ہے - مگر چونکہ دشوار امر ہے ایک ایسے ملک پر جسمیں
مختلف قوم - مختلف مذہب - مختلف فرقے آباد ہیں اور جنکی خواہشیں اور تمنائیں
مختلف ہوں حکومت کرنا - یہ بات قریب قریب ناممکن ہے کہ اس گورنمنٹ کے
احکام سب ایسے ہوں جس سے کسی خاص فرقہ کو اپنے خیالات اور اپنے
حالات کے لحاظ سے شکایت پیدا نہ ہو - اور سب مختلف فرقے ان احکام کو
اپنی خواہشوں کے مطابق پائیں - یہ رزولیوشن بھی جو گورنمنٹ نے جاری کیا ہے
ایسا ہی ہے کہ ہم مسلمانوں کو اسکی شکایت ہے - اور ہم اوسمیں اپنا نقصان دیکھتے
ہیں اور ہم اوس پر اعتراض کرنے پر آمادہ ہیں مگر ہم سب کو ایک لمحہ کے لیے بھی نہ
اپنے دلمیں کوئی ایسا خیال لانا چاہیئے نہ تحریر و تقریر میں کوئی ایسی بات ہماری قلم
اور زبان سے نکلنی چاہیئے جسمیں بنا بر کسی گورنمنٹ سے بے دلی یا ناراضگی کی
بو آتی ہو یا اوس حسن عقیدت اور وفاداری میں جو ہمارے دل میں گورنمنٹ سے
ہیں کچھ بھی فرق پیدا ہوتا معلوم ہو یا گورنمنٹ [illegible]

کسی کو خیال ہوا سیلیے مین مفصلہ ذیل رزولیوشن پیش کرتا ہون۔

رزولیوشن نمبر ۵

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ دربارہ اوس نکتہ چینی کے جو گورنمنٹ رزولیوشن زیر بحث کے متعلق ہو کوئی ایسا مباحثہ یا استدلال یا بیان جایز نہ رکھا جاوے جس سے سلطنت برطانیہ کی طرف سے بے دلی پیدا ہو یا اوسکے بے لوث اور فیاضانہ مقاصد اور ارادون کی نسبت شک و شبہ کی بو آتی ہو۔

اسکی تائید نواب لطف علی خان صاحب پریسیڈنٹ اور نادر علی صاحب مختار میرٹھ اور چودھری علی مردان خان صاحب نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

چھٹا رزولیوشن۔ سرفراز خان صاحب وکیل نے پیش کیا اور میر عاشق علی صاحب رئیس جلالی نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۶

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ عام پیرایہ اوس درخواست یا میموریل یا دیگر ریپریزنٹیشن کا جو اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ کی خدمت مین بھیجا جاوے صرف مسلمانون کے ذاتی فوائد و اغراض کے تحفظ بر حیثیت ہونے جان نثار رعایا سے سرکار برطانیہ کے مبنی ہونا چاہیئے۔ اور اسبات کا خاص لحاظ رکھا جاوے کہ ملکہ معظمہ کی ہندو رعایا (جنکے ساتھ مسلمان صدیون کے ارتباط کی وجہ سے بطور دوستون اور ہمسایون کے مل جل گیے ہین) کے خاص فوائد و اغراض کے برخلاف کسی قسم کی حملہ آوری تھو

اور نیز کوئی خصومت انگیز مباحثے جن سے قومی یا مذہبی جھگڑے مابین ہندو
ومسلمان رعایا سے ملکہ معظمہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جایز نہ رکھے جائین -

ساتوان رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت
مفصلہ ذیل تقریر کی جو رزولیوشن مین پیش کرتا ہون وہ ایسا صاف اور سچا ہے کہ کوئی
شخص اوس سے انکار نہین کرسکتا - اُردو زبان نہ عربون کی ہے نہ ایرانیون کی
نہ ترکون کی نہ یہہ اصلی زبان مسلمانون کی ہے - نہ اونہون نے بزور حکومت اسے
جاری کیا - بلکہ یہ زبان اوس ارتباط اور اختلاط کا نتیجہ ہے جو ہندو اور مسلمانون مین
پیدا ہو گیا تھا اور تجارتی اور تمدنی اور روزمرہ کی ضروریات نے اس زبان کو پیدا کیا
تھا - یہ زبان درحقیقت پیداوار اسی ملک کی ہے اور یہین اوس نے نشو ونما پایا
ہے اور ہندو اور مسلمان دونون نے اوسی ترقی دی ہے اور دونون نے اسکو اپنی
زبان قرار دیا ہے اس لیے یہ زبان نہ مسلمانون کی جابرانہ حکومت کی یادگار ہے
نہ اونکے سطوت وجلال کی نشانی ہے - مجھے حیرت ہے کہ کیون دوسرا فریق
اسے مسلمانون کی زبان سمجھکر اب نفرت ظاہر کرتا اور اسکے بدلے پورانی مردہ
زبان جاری کرنے کی خواہش رکھتا ہے حروف بھی جو استعمال کیے جاتے ہین -
وہ بھی سب خاص عربی نہین ہین اوسمین بھی فارسی اور ہندی کے حروف مل جل
گئے ہین - اور جو رسم خط جاری ہے اوسکا درباری اور سرکاری اور تجارتی بھی
معاملات مین رواج نہین ہے بلکہ ہمارے ہموطن بھائی ہندون نے اوسے اپنی

خانگی تحریرات مین بھی جاری کر رکھا ہے۔ اور ہندووان کی اکثر ریاستون سے بھی اسے کورٹ کچہری یعنی سرکاری تحریرات مین پسند کیا ہے۔ اور یہ وہ زبان اور خط ہے جسکو اس بات کا شرف حاصل ہے کہ ہماری ملکہ معظمہ قیصر ہند و فرمانرواے انگلستان نے ہندوستان کی دیگر زبانون اور دیگر حروف کی بہ نسبت اسی زبان اور اسی خط کو پسند کیا اور انسے سیکھا ہے۔ اور ابھی حال مین اخبار مین دیکھا ہے کہ لیڈی نارتھ کورٹ صاحبہ گورنر بمبئی کی خاتون نے اسی زبان اور اسی خط کو سیکھنا شروع کیا ہے باوجودیکہ بمبئی مین مرہٹی اور گجراتی زبان عموماً جاری ہے اور وہی وہان کی سرکاری زبان اور سرکاری خط ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو زبان اور فارسی خط عام اور مشترک سارے ہندوستان کا ہے اور جیسا کہ مین ابھی بیان کر چکا ہون یہ ایک زندہ یادگار اوس میل جول کی ہے جو پچھلے زمانہ مین ہندو اور مسلمانون کے باہم تھا۔ اس لیے مین یہ رزولیوشن پیش کرتا ہون۔

رزولیوشن نمبر

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ زبان اردو اور اوسکا رسم الخط مسلمانون کی جابرانہ حکومت کی یادگار ہے نہ اونکے تحکمانہ انتظام کی نشانی بلکہ درحقیقت یہ ایک زندہ یادگار اوس میل جول کی ہے جو مسلمانون کی عظمت اور حکومت کے زمانہ مین باہم ہندو اور مسلمانون کے پیدا ہو گیا تھا اور نمایان تصویر اوس صورت کی ہے جو اوس لٹریچر نے دو لائق قومون کی ملی جلی تہذیب سے اختیار کر لی تھی۔

محمد یوسف خان صاحب رئیس بوڑہانسی ضلع علیگڈھ نے اس رزولیوشن کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ کہنا کہ اُردو مسلمان فاتحون کی زبان ہے ایک بڑی غلطی ہے حقیقت مین اُردو ہندوستان کی زائیدہ یا فاتح و مفتوح قوم کی یا مختلف ہندوستان کے اقوام کی ایک سلطنت مین باہم ارتباط کے تخم کا ایک سرسبز پودہ ہے دونون نے ہندوستان مین نشو و نما پایا ہے اور یہین سے اُردو مین پرورش پائی ہے - اُردو نے ہندوستان مین باہمی تمدنی تجارتی سرسبزی پیدا کردی ہے - اُردو نے باہم مغائرت کی روک و آڑ کو ہٹا کر ہندوستان کو قومیت کے رشتہ مین ایک کردیا ہے ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کی اصلی زبان مین اُردو الفاظ اور کہڑی زبان مین اُردو کے فقرے ہر ایک فرقے مین پائے جاتے ہین - اردو کی خصوصیت اور عام قبولیت اس سے ثابت ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک گوشہ اور قصبہ مین اُردو بلا تامل سمجھی جاتی ہے - اردو کو شہر کے باشندے اور خانہ بدوش فرقے ایک ہی طرح بلا تکلف سمجھ سکتے ہین -

زبان اُردو کا فارسی حرفون مین تحریر کرنا بھی لازمی امر ہے اور وہ اینک تین سو برس سے قبول کیا گیا ہے اور موجودہ اُردو کا رسم خط عربی اور کابل کی فارسی و پشتو کے رسم خط سے جدا ہے - اُردو تحریر و سیاق مین ایسی سہولیت و پختگی ہے کہ کوئی ضرورت زیر زبر یا اعراب کی نہین ہے - اُردو رسم خط مین ہر ایک زبان کے الفاظ بہت صحت سے لکھے و پڑھے جا سکتے ہین - ایسے حرف جو مختلف

زبانون مین پائے جاتے ہین اور جنکا مخرج مختلف زبانون مین ہندوستان کی پایا
جاتا ہے اونکے واسطے ایسے حرف اُردو مین موجود ہین جو تھوڑے سے فرق سے
صحیح الفاظ اصلی زبان کی آواز مین پڑھے جا سکتے ہین۔

اسکی مثال ث۔ س۔ ص۔ ذ۔ز۔ ض۔ ظ۔ و۔ ڈ۔ ر۔ ڑ۔ ک۔ ق سے
پائی جاتی ہے۔ لیکن ناگری مین۔ ج۔ ز۔ ض۔ ظ کے مختلف مخرج کی
بجاے صرف ایک حرف جا ज ہے۔ اور ث۔ س۔ ص کے بجاے
صرف سا स ہے۔ سواے اسکے حرف ر۔ ن۔ ناگری خط مین بہت
جگہہ ایسے اشارہ مین ظاہر کیا جاتا ہے جو مثل اعراب یا ماترے کے تصور ہو سکتا
ہے اور زود نویسی مین وہ بھی متروک ہو جاتا ہے سبکو لکھکر مختلف الفاظ کے بولنے
مین کیسی نامناسب غلطی ہو سکتی ہے۔ اسیواسطے ہندوستان نے خود
اُردو کو ایسے ہی اُردو رسم خط کے ساتھہ لازمی ہونا قبول کیا ہے جیسا کہ اب
رائج ہے اُردو رسم خط مین پرانی بھاشہ اور نئی انگلش زبان بہت صحت سے لکھی
جا سکتی ہے اور اوسکو صحت سے پڑھنا ممکن ہے۔ لیکن ناگری مین اُردو فارسی
عربی انگریزی کے اکثر مخرج صحت سے لکھے جانے کو ہم تسلیم نہین کر سکتے۔

انھین وجوہ سے دو سو برس تک مغلیہ گورنمنٹ نے اُردو کی ترقی کو روکنا
ملکی ضرورت کے مضر خیال کرکے اوسکو ترقی کرنے دیا۔ اور اس امر کو خود ہندوستان
نے مفید قرار دیکر برٹش گورنمنٹ سے ۱۸۳۷ء مین استدعا کرکے صوبہ مغربی و شمالی

اور بنگال کی ملکی زبان تسلیم کرا کے عدالت مین جاری کرنے کی استدعا کی ہے
برٹش گورنمنٹ نے پورے غور کے بعد ہندوستان کے ان صوبون کی زبان
و رسم خط اُردو کا ہونا تسلیم کیا ہے اور یہ اجلاس کونسل اوسکو عدالتی ضرورت مین
واجبی قرار دیا ہے - ادہر ہندوستان مین اُردو کا دائرہ جس قدر وسعت کر گیا ہے
اور جیسے کہ بے شمار تعلیم یافتہ لوگ اور خاصکر مسلمان اپنی اصلی زبان سے الگ
ہو کر ہندوستانی اُردو مین تعلیم پا چکے ہین اور بڑی محنت سے اپنا پروگرام (جسمین
انگلش تمدنی و عربی مذہبی اور اُردو ملکی زبان شامل ہین) محدود دائرہ مین درست
کر پایا ہے تو ہمکو ایک ایسی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جس سے اپنی موجودہ
ضروریات اور آیندہ کے اطمینان مین ایک سیچ خطرہ اور مایوسی نظر آتی ہے -

ہماری موجودہ علمی یا ذاتی تربیت پانے کے کچھہ زاید چالیس سال کی
خیال کیجا سکتی ہے - اس چالیس سال کی عمر کو شیر خوار بچون کی انقلابی ایسی حالت
سے اگر مشابہ تسلیم کیا جاوے تو بیجا بھی نہین ہے - کہ کچھہ زمانہ دوسرے کی مدد سے غذا لینے کا
اور کچھہ زمانہ بے فکری سے کھیلنے کا رہا ہے - تیسرا زمانہ مکتب اور طفل مکتب کی حیثیت مین بسر ہوا
اب اس چوتھے دور مین پہنچکر پہلے قدم رکھا ہی اور اپنی آپ بغیر مدد دوسرے کے کام کرنیکی فکر کرتے ہین
اور اپنی گرہستی اور ضروریات کے جمع اور بہم کرنیکی کوشش کر رہے ہین اور یہ وہ زمانہ ہے کہ سر سید مرحوم کے
استادانہ اور مربیانہ لکچرون نے ہمکو ہماری ضروریات سے خبردار ہونیکا ہوش دلا دیا ہے
اور جتنے اپنے حق مین جن جھگڑون اور مشکلون مین پایا تھا اونکے صاف کرنے اور آسان

راستہ پیدا کرنے مین کوشش کی ہے تو ایسی موجون سے ہماری کشتی کو جو سکے لگ رہے ہین جسکا مقابلہ کرنے کو ہماری طاقت کسی طرح موزون نہین ہے - ایک طرف ہمکو انگریزی تعلیم حاصل کرکے گورنمنٹ کی خدمت کے قابل بننا واجب ہے دوسری طرف ہمکو اپنے رسم و مذہب کے فرایض کے واسطے مذہبی زبان کا حاصل کرنا اور قایم رکھنا فرض ہے - اور ہم یقین کرتے ہین کہ اول کے بغیر ہم آدمی نہین ہو سکتے اور دوسرے کے بغیر ہماری نجات اور صلاحیت قومی غیر ممکن ہے اور ان دونون کو ساتھ لیکر اپنی برابر کی قومون کے مقابلہ مین آنر کا قایم رکھنا اور اپنے مساوی حق کو پانے کے واسطے دجبکہ ہماری قوم فلاکت زدہ حالت مین اور خالی جیب ہے اعلی تعلیم حاصل کرنے کو چل رہی ہے تو ادسمین ایسی ٹھوکرین لگنا اور ایسے تیئے رستے پیدا ہوتا جو اس وقت پیش ہین نہ صرف ہمکو ہماری ترقی کی روک ہین بلکہ ہماری آیندہ کی امیدون اور بھروسہ کو سخت صدمہ دینے والے منظر ہین ہمنے اپنی قوم کو پہلے دس برس تک گورنمنٹ کی تعلیم سے نفرت اور اندیشناک حالت مین دیکھا ہے دوسرے دس برس مین سر سید کے مساعی جمیلہ کی لگاتار کوشش اس طرف مائل کرنے مین رہی اور اب جبکہ ہم آمادہ ہوئے تو دس برس سے ہمارے لیڈر و رہبر ہمارے راستہ سلجہانے مین لگاتار مصروف ہین اوسکی مسلسل غور و خوض کی یادداشت ایجوکیشنل رپورٹ مین آپکو بتا رہی ہے کہ مسلمانون کی تعلیم مین کس قدر دشواریان ہین - جنکو طے کرکے ایک گریجویٹ اس قابل ہو سکتا ہے کہ امتحان دینے کے اسسٹنٹ

نظر پڑے - اس امر کی وضاحت امسال کی کانفرنس کے موقع پر آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی جج ہائی کورٹ و پریسیڈنٹ ایجوکیشنل کانفرنس کلکتہ نے چند صفحون کی اسپیچ مین مدلل بیان کیا - ہم گورنمنٹ کے عاجز و ناچیز فرزند ہمیشہ اس امر کے متوقع رہے ہین کہ ہمارے سے لیے مغربی علم مین ایسا سہولیت کا طریقہ پیدا کرے جسمین بآسانی اپنا مذہبی علم لیکر پہونچ سکین اور اس طرح گورنمنٹ ہمکو بغیر مذہبی نقصان کے ایک لایق مہذب و کار آمد رعایا بنا دے - ہمکو معلوم ہے اور ہم مشکور ہین کہ گورنمنٹ نے اسمین ضروری ہماری دستگیری کی ہے اور رہبری کی ہے اور ایسے ایسے رزولیوشن نافذ فرمائے ہین جن سے سرکاری اسکولونمین رہکر ہمارے بچون کو مذہبی تعلیم کا بھی موقعہ ملے - اس طرح کی کوششون اور ایسی تدبیرون سے جس سے ہماری قومی تعلیم کے روز بروز وسایل مغرب کی ترقی کے قریب ہوتے جاتے ہین - ایسے وقت مین ایسی صدائین جو ہمارے تینون ہماری بولیونمین سے بجاے کسی ایک کم ہونے کے یعنی اردو عربی اور انگریزی کے اوپر خط ناگری کا واجباً ملازمت مین مشروط ہونا یہ ایک خوش آیندہ امیدون کو پژمردہ کر رہا ہے اور ہم اپنی رفتار کو الٹی چال پر مایوسی سے دیکھ رہے ہین

مین نہین جانتا یہ خیال کہ دیوناگری ملکی خط یا تجارتی کی خواہش ہے کہانتک وقعت رکھتا ہے ؟ مین دیکھتا ہون کہ اس عرصہ مین ان ریاستون کی گورنمنٹون نے جنپر کوئی حق اردو کا نہین بتایا جاسکتا ہے صرف ملک کی خواہش کے غلبہ سے بجاے ناگری یا فارسی کے اردو کو تسلیم ہی نہین کیا ہے بلکہ آج سے دہ برس پہلے

اپنے دفترون کو اُردو کردیا ہے دیکھو ہمارے صوبہ کی ماتحت ریاستون مین ریاست
گوالیار - جے پور - بہرتپور - کوٹہ - جہالاوار - جاورہ - بہوپال - ٹونک اور بعض دیگر
ریاستون نے اپنے دفتر کو بجائے فارسی و ناگری کے اُردو زبان اور اُردو خط مین
پورے طور پر جاری کردیا ہے اور اس خواہش ملکی مین کوئی وجہ قومی یا مذہبی مانع
نہین ہوئی ہے - اور جو دو ایک ریاستین باقی ہین وہ اس تجویز پر غور کررہی ہین کہ
اپنے دفترونکو بجاے ناگری کے اُردو کردین - ہم نہین جانتے کہ ہماری گورنمنٹ کے
مشیرون نے بجاے انگریزی ترقی کے اور اسکی ترغیب و آسانی کے موجودہ رفتار
کو الٹے راستہ پر جو ایک مدت سے پیچہے ہے پہر واپس کرنے کی تجویز کیون کی ہے؟
ہم کسیطرح مشرقی ترقی اور مردہ علوم کے حاصل کرنے کے خواہشمند نہین ہین ہم گورنمنٹ
سے عاجزانہ فرزندانہ حق کی وجہ سے پکار کر کہتے ہین کہ ہم نیو جنٹلمین بننا چاہتے ہین
ہمکو گورنمنٹ نہ مسلمان بنانے کی ذمہ داری لیوے اور نہ ہمکو ہندو بنانا چاہیے - ہمکو وہی
علم سکہاوے جو ایک شایستہ رعایا اور کارآمد جنٹلمین کو حاصل کرنا واجب ہے -

میرے لیے فصیح اور بلیغ الفاظ نہین جو مین معزز محرک صاحب کی تائید مین اسے پیش کرسکون جو
اونکی عالمانہ تقریر کی ہم پلہ ہون نہ مین اون مطالب اور تاریخی حالات سے اوسقدر واقف ہوسکتا ہون
جیسا اونکی عالمانہ اسپیچ مین ظاہر کیگئی ہین اسواسطے مین اپنی ناچیز گفتگو کو صرف اس فقرہ پر ختم کرتا ہون کہ مین رزولیوشن
کے ہر ایک لفظ کی تائید کرنیکو حاضر ہوا ہون اور مین توقع کرتا ہون کہ تمام حاضرین اس معزز اور جامع رزولیوشن سے اتفاق کرینگے

منشی نادر علی صاحب نے بہی اسکی تائید کی اور رزولیوشن مذکورہ بالا بالاتفاق منظور ہوا -

آٹھوان رزولیوشن تھیوڈور مارسین صاحب نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت اپنی اوس یادداشت کا کچھہ خلاصہ بیان کیا جو اس مسئلہ کے متعلق اونہون نے لکھی تھی اور جسکا ترجمہ اخیر مین اس روئداد کے شامل ہے۔

رزولیوشن نمبر ۸

اس جلسہ کی راے مین ان صوبجات کا لٹریچر یعنی علم ادب اُردو زبان مین محفوظ اور محدود ہے ناگری و کیتھی اور ہندی تحریر کے دیگر ذریعے عموماً حسابات رکھنے اور چھوٹی چھوٹی یادداشتین لکھنے مین مستعمل ہوتے ہین لیکن علمی خیالات کے اظہار مین اسقدر استعمال نہین کئے جاتے جتنے اُردو حرف تمام پڑھے لکھے لوگ جسمین ہندو اور مسلمان دونون شامل ہین۔ ذہنی خیالات اردو زبان مین ظاہر کرنے کے عادی ہوگئے ہین اور نئی طرز تحریر جاری کرنیسے جس سے زیادہ تعداد خواندہ لوگون کی ناآشنا ہے سخت دقت ہوگی۔ اور اس جلسہ کی راے مین گورنمنٹ کے رزولیوشن زیر بحث کا یہہ اثر ہوگا کہ لکھنے پڑھنے والی جماعت کے درحقیقت دو علحدہ اور ناآشنا فریق بنکر اوس فائدے سے محروم ہوجائینگے جو ایک مشترک زبان اور خط سے اونکو اچھی طرح حاصل ہونے لگے تھے۔

شیخ عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل علیگڈہ نے اسکی تائید کی اور تائید کرتے وقت یہہ کہا کہ مجھے اس رزولیوشن کی نسبت کچھہ زیادہ بیان کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے جو کچھہ دلائل اور خیالات مسٹر مارسین نے بیان

گئے وہ کافی ہین - مین صرف چند الفاظ انکی تائید مین عرض کرنا چاہتا ہون —
رزولیوشن کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ کے باشندگان
کا لٹریچر یعنی کتابی علم اردو زبان ہی مین محفوظ اور محدود ہے - یہ صرف ہمارا دعوی ہی
نہین بلکہ اصلی واقعات اور حالات سے اسکی تصدیق اور تائید ہوتی ہے - اسوقت
میرے پاس ایک ہندو مطبع کی دو فہرستین موجود ہین ایک بزبان ناگری اور دوسری
بزبان اردو - ناگری فہرست مین زیادہ تر کتابین ہندو مذہب کے متعلق ہین اور
کچھہ نجوم کی کتابین اور چند ناول وغیرہ لیکن لٹریچر ایک بہت بڑی وسیع چیز ہے
اسمین علم ادب - تاریخ جغرافیہ - فلسفہ - سائنس وغیرہ سب علوم و فنون شامل
ہین یعنے وہ کل علم جو کتابون مین درج ہوتا ہے یہان ہماری اوس سے مراد
ہے - پس صرف مذہبی کتابین یا نجوم کی کتابین یا چند ناول کسی لٹریچر کے دائرے
کو ختم نہین کر سکتے - برخلاف ناگری فہرست کے وہ فہرست جو اردو حروف مین
میرے پاس ہے اسمین ہر علم اور فن کی کتابین ملتی ہین - حتی کہ ۱۸۱ کتابین متعلق
مذہب اہل ہنود کی بھی اوسمین موجود ہین - پس یہ امر بالکل محقق ہے کہ اس
ملک کا لٹریچر سوائے اردو زبان کے اور کسی زبان مین نہین ملتا - شائد کسی کو
یہ خیال ہو کہ یہ لٹریچر صرف مسلمانون ہی کا ہے - ہندون کا نہین - اگر ہندو
صاحبان اردو کو اپنی لٹریری زبان نخیال کرتے تو اپنے مذہب کی کتابین اوس
زبان مین کیسے تحریر کرتے اور اگر اونہون نے اس زبان کو اسقدر خصوصیت

وہی ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتابون کو بھی اسی زبان مین لکھتے اور پڑھتے ہین تو پھر اونکو کیا اور فنون کی کتابین پڑھتے مین کچھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ جا کر کسی ایسے ہندو صاحب کے مکان پر جو ہندی اور اُردو دونون جانتے ہون۔ دیکھ سکتے ہین کہ اُنکی ہندی کی الماری مین سوا چند مذہبی کتابون کے اور کوئی کتاب نہ ہوگی اور برخلاف اسکے اُنکی اُردو لائبریری مین ہر فن کی کتابین ملین گی۔

آپ جا کر ہندو صاحبان کی قومی جلسون مین سنئے کہ وہ کس زبان مین لکچر دیتے ہین اور وہ کس زبان مین لکھے جاتے ہین اور لکچرون اور مضامین کے مجموعے کس زبان مین تیار ہوتے ہین۔ جو صاحبان ہندی اور اُردو دونون جانتے ہین وہ خط و کتابت کس زبان مین کرتے ہین اُردو زبان ہندو صاحبان کی اور نیز مسلمانون کی یکسان لٹریری زبان ہے۔ ہندو صاحبان کی تصنیف سے بھی اعلیٰ سے اعلیٰ نظم اور نثر مین کتابین موجود ہین اور نیز مسلمانون کی تصنیف کی ہوئی بھی بہتیری کتابین موجود ہین۔

کسی ملک کے باشندون مین کبھی پورا اتفاق اور اتحاد پیدا نہین ہو سکتا جبتک اونکی زبان اور لٹریچر ایک نہ ہون۔ مختلف زبان اور مختلف لٹریچر ہونے سے نفاق اور عداوت بڑھتی ہے۔ موجودہ رزولیوشن مین جو ایسے بڑا اگر کوئی نقص ہے تو وہ یہی ہے کہ اوسکی وجہ سے آج دو مختلف لٹریچر اور دو مختلف ... کی بنیاد پڑتی ہے۔ ملک وو نہایت ہی ضررسان اور تکلیف دہ ... مضمون ...

ہو رہا ہے۔ اس تقسیم کو صرف مسلمانون کو ہی اندیشے کی نگاہ سے نہین دیکھنا چاہئے بلکہ اسکی نسبت ہندو صاحبان کو بھی پورا خیال کرنا چاہئے۔ اور گو مجھکو پیشگوئی کا علم ہے اور نہ نجومی ہون لیکن جو واقعات اور حالات اقوام کے گذشتہ زمانہ کی تاریخ سے ہمارے سامنے پیش ہوئے ہین اونکے لحاظ سے مین کہہ سکتا ہون کہ اس آنے والی لٹریری اختلاف سے گورنمنٹ کی مشکلات ان وقتون سے بہ مراتب بڑہ جاوینگی جو فرض کر لی گئی ہین کہ ایک ناگری دان مقدمہ باز کو عدالتون مین ہوتی ہین۔

حافظ عبد الرحیم صاحب وکیل نے بھی اسکی تائید کی اور رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

نوان رزولیوشن تھیوڈور ماریسن صاحب نے پیش کیا اور اوس کے متعلق مختصر گفتگو کی۔

رزولیوشن نمبر ۹

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ علاوہ ممالک مغربی و شمالی و اودہ کے اردو دیگر صوبجات کی بھی خصوصاً پنجاب کی علمی زبان ہے۔ اور پنجاب اور دیگر ممالک کی اکثر ریاستون کی زبان بھی اردو ہی ہے اور تمام کارروائی اردو ہی مین جاری ہے اور یہ کہ صرف یہی ایک زبان ہے جسکی نسبت امید کیجاتی ہے کہ تمام بالائے ہندوستان کی علمی زبان ہو جاویگی لیکن رزولیوشن گورنمنٹ زیر بحث کے اثر سے ایک نیا طرز تحریر پیدا ہو جاویگا اور پڑہنے لکھنے والے گروہ دو علحدہ اور ناآشنا

فرقون مین تقسیم ہو جاوے گا۔ (جیسا کہ رزولیوشن نمبر۹ مین ذکر ہوا) اور ایسی حالت مین کم از کم ایک حصہ تعلیم یافتہ باشندگان صوبہ ممالک مغربی و شمالی کا ایک وسیع اور ترقی پذیر لٹریچر کے فوائد سے محروم ہو جاویگا اور غیر ترقی یافتہ اور مقامی لٹریچر تک محدود رہیگا۔ اور بالاے ہندوستان کے لٹریچر کو اس سے وہ ضرر پہونچیگا جو ان صوبہ جات کی حدود سے باہر تک محسوس ہوگا۔

حاجی مصطفےٰ خانصاحب نے یہ ترمیم پیش کی کہ رزولیوشن مین یہ الفاظ بھی ایزاد کر دئے جاوین کہ پنجاب اور دیگر ممالک کی اکثر ریاستون کی زبان بھی اُردو ہی ہے اور تمام کارروائی اُردو ہی مین جاری ہے۔

مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علیگڈھ نے اسکی تائید کی اور رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

دسوان رزولیوشن مولوی بہادر علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل علیگڈھ نے پیش کیا اور پیش کرنے وقت فرمایا کہ ہماری بدقسمتی ہے کہ بلا اطلاع مسلمانون کے یہ رزولیوشن گورنمنٹ نے نافذ کر دیا اور کوئی موقع ہمکو اسکے متعلق غور کرنے کا نہین دیا۔ رزولیوشن زیر بحث مین یہ صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص دفاتر سرکاری مین نوکری نہین پا سکتا جب تک کہ وہ اُردو اور ہندی روانی کیساتھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔

مسلمان چونکہ اسوقت ہندی بالکل نہین جانتے اسلئے ہندی روانی سے

ساتھ لکھنے پڑھنے کی مہارت ایک عرصہ کے بعد پیدا ہوگی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ وہ قومین جو کہ مسلمانون سے اب بھی زیادہ اردو اور ہندی دونون آسانی
کے ساتھ لکھہ پڑھ سکتی ہین کسقدر آگے بڑھ جاوینگی۔ جہانتک گورنمنٹ رزولیوشن
کے نتایج پر غور اور خیال کیا جاتا ہے وہ مسلمانون کے لئے ہر طرح پر نقصان
دہ اور دیگر لوگون کے لیے بھی کم فائدہ بخش ثابت ہوتا ہے کیونکہ پینیر پایونیر
مین بھی اسکے متعلق ایک مضمون دیکھا جسمین وہ لکھتا ہے کہ "ایک فوری اثر
منجملہ اون بہت سے نقصانون کے جو کہ مسلمانون کو برداشت کرنا پڑینگے یہہ ہوگا
کہ بہت سے عرائض نویس معطل ہو جاوینگے" پس مین یہ رزولیوشن
پیش کرتا ہون۔

رزولیوشن نمبر ۱

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ فوری اور ناگہانی نفاذ گورنمنٹ رزولیوشن زیر بحث نے
تمام مسلمانون کو حیرت زدہ کر دیا ہے اور اونکی توقعات کو گورنمنٹ کی ملازمت
حاصل کرنے کے متعلق سخت ضرر پہونچنے کا خوف پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر ان
قواعد پر جو اس رزولیوشن مین درج ہین۔ فوری عملدرآمد ہوا تو اوسکا لازمی نتیجہ
یہ ہوگا کہ گورنمنٹ کی ملازمت حاصل کرنے مین بحیثیت عملہ کے مسلمان قریبًا کل کے
محروم ہو جاوینگے۔

شیخ عمر علی صاحب رئیس میرٹھہ اور حاجی محمد موسی خانصاحب رئیس دتاولی نے اسکی

تائید کی اور رزولیوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

گیارہوان رزولیوشن مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علیگڈھ نے پیش کیا اور اوس کی تائید حاجی یوسف خانصاحب رئیس وتاولی نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۱

" یہ امر بالاتفاق قرار پایا کہ جو طریقہ اردو کی تحریر کا فارسی حرفون مین ایک زمانہ دراز سے ابتک جاری ہے اور جسکے ہندو اور مسلمان دونون اچھی طرح عادی اور جس سے دونون فریق بخوبی مانوس ہوگئے ہین وہ کسی نہج سے عملی طور پر نہ سرکاری دفاتر مین جہانکہ تمام عرائض اور دیگر سرکاری کاغذات اور درخواستین ہندو مسلمانون کی طرف سے پیش ہوتی ہین اور نہ دیگر انتظامی معاملات مین جنکو گورنمنٹ اور ہندو مسلمان رعایا سے تعلق ہے اور نہ دونون فریق کے باہمی خانگی تعلقات کی تحریرات مین ضرر رسان ثابت ہوا ہے جسکی وجہ سے اس موجودہ طرز تحریر کا تبدیل کرنا قرین مصلحت سمجھا جاوے "

بارہوان رزولیوشن شیخ عبدالصمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت اسکی تائید مین یہہ فرمایا۔

حضرات صوبہ ممالک مغربی وشمالی و اودھ کی آبادی از روی گذشتہ مردم شماری پونے پانچ کروڑ کی ہے۔ اس تعداد مین زن و مرد سب شامل ہین۔ منجملہ اس

تعداد کے صرف تخمیناً تیرہ لاکھ آدمی ایسے ہین جو خواندہ ہین - باقی چار کروڑ
ساٹھ لاکھ آدمی جاہل ہین اب ان چار کروڑ ساٹھ لاکھ بندگان خدا کو اس سے کچھ
مطلب نہین کہ اردو حروف ہون یا ہندی - فارسی حروف ہون یا انگریزی - وہ ہر
حالت مین دوسرون کے محتاج ہین - اب رہے وہ تیرہ لاکھ جو پڑھے لکھے
ہین - انہین سے ایک بڑی تعداد ملازمت پیشہ لوگون کی ہے جنکے اول تو مقدمات
بہت ہی کم ہوتے ہین اور دوسرے وہ سبکے سب اردو دان ہین - اب رہے
وہ لوگ جو پڑھے لکھے ہین لیکن ملازمت پیشہ نہین - انہین سے ایک کثیر تعداد
اردو والون کی ہے اور اسیقدر تعداد کے لوگ اردو اور ناگری دونون حروف
جانتے ہین - اب رہے وہ لوگ جو خالص ناگری دان ہین - انہین سے بڑی
تعداد پٹواریون کی ہے جو سرکاری مدارس مین پڑھکر سرکار کی طرف سے دیہات
مین ملازمت کرتے ہین - ان لوگون کو اول تو مقدمات سے کچھ غرض نہین
کیونکہ یہ لوگ عموماً نہایت ہی غریب اور نادار ہوتے ہین - مقدمہ بازی کیا کرینگے
اور دوسرے انہین سے بہی لوگ اکثر اردو بوجہ عدالتی ضرورت کے حاصل کرلیتے
ہین - دوسرے خالص ناگری والون کا وہ گروہ ہے جو برہمن تیرتھون پر رہتے
ہین اور جو لوگون کے نسب نامے اور شجرے لکھا کرتے ہین - یہ گروہ بہی بوجہ
کمی بضاعت کے مقدمہ بازی کی زحمتون سے محفوظ ہے - اب رہا وہ نہایت
ہی قلیل گروہ کاشتکارون اور زمینداروں کا جو ناگری کی حروف شناسی

شناسی سے واقف ہین اور جو بچپن مین ناگری کو بطور اپنے مذہبی زبان
کے گیتا وغیرہ مذہبی کتابون کے پاٹھ کی غرض سے اسی طرح پڑھ لیتے ہین
جیسے مسلمان قرآن پڑھنے کے لئے بچپن مین عموماً عربی کا قاعدہ پڑھا کرتے ہین۔ اب
دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس نہایت ہی قلیل تعداد زمیندار اور کاشتکار ناگری والون
کو اس رزولیوشن سے کوئی عملی فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ اگر کوئی اس کو ثابت
کر دے تو ہم انصافاً مجبور ہونگے کہ خاموشی اختیار کرین لیکن ہمکو رنج اور افسوس
اس بات کا ہے کہ دراصل یہ گروہ بھی کسی طرح اس رزولیوشن سے فائدہ
نہین اٹھا سکتا۔ فرض کر لیجئے کہ ایک زمیندار یا کاشتکار کو کوئی مقدمہ دائر کرنا ہے
یا درخواست دینا ہے اور وہ خود ناگری جانتا ہے تو کیا وہ خود اپنا عرضی دعویٰ
یا درخواست تیار کر سکتا ہے۔ کیا اوسکو وکیل یا عرضی نویس کے پاس جانے کی
ضرورت نہ پڑیگی۔ کیا اسمین اسکی سب مشکلات حل ہو جائینگی کہ وہ بجاے ایک
اردو دان وکیل یا عرضی نویس کے ایک ہندی دان وکیل یا عرضی نویس کے پاس
جا کر اپنے کاغذات مرتب کرائے۔ آپ حضرات مین سے اکثر صاحبان عربی
فارسی اور اردو کے ماہر ہین اور آپ مین ایسے صاحبان بھی موجود ہین جو تصنیف
اور تالیف کی پوری قدرت رکھتے ہین۔ اب آپ ہی فرمایئے کہ جب کوئی عدالتی
کام آپ کو پڑتا ہے تو آپ اپنی اردو دانی سے کیا فائدہ اٹھاسکتے ہین۔ کیا کوئی
کہہ سکتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی عدالت کی کوئی کارروائی بلا مدد اہل

پیشہ لوگون سے کرسکتا ہے۔ ایک درخواست تک کوئی اپنے ہاتھ سے لکھ کر پیش نہین کرتا۔ ذرا ذراسی بات مین قانون پیشہ لوگون سے مدد لی جاتی ہے اور اچھی اُردو دانی یا ناگری خوانی یا انگریزی دانی پر بھی کوئی اہل معاملہ بھروسہ نہین کرتا۔ پس اگر ہم یہ دریافت کرین کہ برائے خدا ہمکو وہ آرام اور سہولیت بتا دی جاوے جو ایک ناگری دان کو عدالتی کاروبار مین بوجہ اپنے ناگری حروف کے حاصل ہوگی تو ہمکو حق حاصل ہے کیا ایک اُردو دان وکیل یا عرضی نویس ایک ناگری دان موکل کا کام اُس قابلیت اور ایمانداری سے نہین کریگا جس سے ایک ناگری دان وکیل کریگا۔ کیا ابتک اہل معاملہ کو بوجہ اُردو کے وکیلون اور محررون کی کچھہ زیادہ فیس دینی پڑتی تھی جس سے اب اونکو نجات ملیگی۔ کیا کسی اُردو دان وکیل یا عرضی نویس نے کبھی کسی اہل معاملہ ناگری دان سے دغابازی یا فریب سے کوئی کام کیا جسکی اب ناگری اصلاح کردیگی۔ اگر ایسا ہوا ہے اور اسکا اندیشہ ہے تو اُن چار کروڑ ساٹھہ لاکھہ جاہلون کے لئے کیا انتظام ہوا ہے جو نہ انگریزی جانین نہ اردو اور ہندی۔

اب حضرات یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس تبدیلی سے فائدہ تو کسی کو کچھہ نہین پہونچ سکتا لیکن ہان تکلیف اور نقصان سب کو پہونچیگا۔ اول تو کل عملے والون کو مجبوراً ناگری بلا ضرورت سیکھنی پڑے گی۔ اگر مسلمانون کی حالت کو قطع نظر کیا جاوے تو بھی اوس کثیر گروہ ہندو صاحبان کو جو سوائے اُردو کے اور کچھہ نہین

جانتے اب ناگری سیکھنی پڑے گی۔ لیکن مسلمانون کی حالت پر لوکل گورنمنٹ اور نیز گورنمنٹ عالیہ کو خاص توجہ نہ کرنے کی کوئی وجہ نہین جبکہ اونمین سے ایک فیصدی بھی ناگری نہین جانتے ہم حضور سر انٹونی میکڈانل بہادر سے دست بستہ ملتجی ہین کہ وہ حضور پر نور جناب قیصرہ ہند دام ملکہا کی رعایا اور رعایا بھی اسقدر قابل لحاظ جیسے مسلمان انکی حالت کیطرف اپنی کریمانہ توجہ کو مبذول فرماوین اور انکی شکایت اور رنج کے سبب کو رفع فرماوین تاکہ انکو اطمینان قلبی حاصل ہو کہ اُنکے حقوق کی پوری حفاظت ہوتی ہے۔

رزولیوشن نمبر ۱۲

اس مجلس کی بالاتفاق یہ راے ہے کہ اون تمام معاملات مین جنکا تعلق عدالتون اور سرکاری دفاتر سے ہے اہل معاملہ کو اور درخواست پیش کرنے والون کو کچھ بھی وہ عملی اور واقعی فوائد نہین پہونچ سکین گے جو کہ گورنمنٹ رزولیوشن مین بظاہر مدنظر رکھے گئے ہین کیونکہ اون تمام معاملات مین جو عدالتون اور کچہریون کی کارروائی سے متعلق ہین اور جنمین سرکاری ضوابط کی پابندی لازمی ہے لایق اور سند یافتہ اور ضوابط سرکاری سے واقف کارپردازون کی ضرورت بدستور باقی اور جاری رہیگی اور جن حروف مین جو نقص اور استثناآت اور درخواستین لکھی جاتی ہین اون کی تبدیلی سے اون خرابیون کا علاج نہین ہو سکتا جو اون حروف کے جاننے سے پیدا ہوتی ہین جنمین عدالتون اور دفترون کی کارروائی لکھی جاتی ہے عام اس سے

کہ وہ حروف ناگری ہون یا اردو۔

حافظ عبد الرحیم صاحب وکیل نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

تیرہوان رزولیوشن مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر نے پیش کیا اور یہ تقریر کی کہ اس رزولیوشن کے پیش کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ بہت سے ہندو وکلا نے یہ دکھلانے کے لئے کہ پبلک کا رجحان ہندی کی طرف زیادہ ہے لوگون کو مجبور کرکے ہندی مین استغاثے لکھاتے ہین۔ محمد زمان خانصاحب نے جو کہ فرخ آباد کے معزز رئیس ہین مجھکو قایم گنج سے اطلاع دی ہے کہ فرخ آباد کے ضلع مین ہندو وکلا مسلمانون سے بھی استغاثے ہندی مین لیتے ہین اور منشی بھی ہندی مین نکالتے ہین جنکے پڑھنے کے لئے بارہ بارہ کوس تک کوئی آدمی نہین ملتا۔

اس کی تائید حاجی یوسف خان صاحب نے کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۳

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ یہ ایک حقیقی واقعہ اور امر مسلمہ ہے کہ جس سے انکار نہین ہو سکتا کہ زیادہ تعداد ان ہندوؤن کی جنکو عدالتون کچہریون اور سرکاری دفترون سے تعلق ہے زبان دراز سے اردو وطرز تحریر کے عادی اور اوسکے

مانوس ہین - اور مسلمانون کی تعداد جو ناگری حروف سے واقفیت رکھتی ہو نہایت ہی قلیل بلکہ معدوم ہے - ایسی حالت مین مسلمانون کو ناگری حروف کے جاری ہونے سے اون معاملات و مقدمات مین غلط فہمی اور حق تلفی ہونے کا اندیشہ ہے جسمین وہ ہندوؤن کے ساتھ بطور فریق ثانی کے شریک ہونگے کیونکہ از روے احکام رزولیوشن گورنمنٹ کے یہہ حروف اون عدالتی کاروبار اور انتظامی معاملات مین بہی مستعمل ہونگے جسمین کہ مسلمان اور ہندو فریق ہون -

چودہوان رزولیوشن شیخ عبداللہ صاحب نے پیش کیا اور کہا کہ بالفعل حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے بظاہر صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ کوئی ناگری دان اگر چاہے تو ناگری مین اپنی عدالتی کارروائی کرے - اور اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ زبان کی تبدیلی ممکن نہین - لیکن ہم بنظر اُن حالات کے جو ناگری حروف اور ہندی زبان کے متعلق ہمارے تجربے مین آئے ہین اور بنظر اُس سخت کوشش کے جو حامیان ناگری کی جانب سے اس ملک مین ہندی زبان کے جاری کرانے اور اُردو کو بالکل اُٹھا دینے کی نسبت ہو رہی ہے کہہ سکتے ہین کہ آج سے اُردو زبان عارضہ مرض الموت مین مبتلا ہو گئی ہے اور حروف کی تبدیلی سے اُردو زبان بالکل مٹ جائیگی - زبان کبہی باقی نہین رہسکتی اگر اُنہی حروف مین تحریر نہو جو اسکے لیے اور اوسکے ساتھ پیدا ہوے ہین - حروف زبان کا سانچا ہوتے ہین جس سانچے مین زبان کو ڈالا جاویگا ویسی ہی زبان پیدا ہو گی - حروف اور زبان کا تعلق

لازم و ملزوم ہے ۔ ہمین تاریخ مین کوئی مثال اس عجیب و غریب خیال کی نہین ملتی ۔ باوجودیکہ ایک زبان غیر اور اجنبی حروف مین لکھی گئی ہو اور وہ اپنی اصلی حالت پر قایم رہی ہو جب زبان کے پیچھے ایک ایسا روگ لگا دیا ہے جس سے آخرکار اسکی موت لازم آتی ہے تو پھر ہم کیسے یقین کر سکتے ہین کہ ہمارے حضور لے علے الفٹنٹ گورنر بہادر نے دراصل زبان کو بدلنا نہین چاہا بلکہ حروف ہی کو بدلا ہے ۔

جن لوگون نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ناگری حروف کو جاری کیا جاوے انکی اصلی غرض اور علت غائی یہی ہے کہ اُردو زبان جس مین اکثر بہاشا یعنے فارسی اور عربی کے الفاظ آگئے ہین اس سے کسی نہ کسی طرح نجات ملے ۔ اور وہ بخوبی جانتے ہین کہ اگر ناگری حروف کو پچیس تیس سال تک بھی زبان پر اپنا سکہ جمانے اور اثر پیدا کرنے کا موقع ملگیا تو پھر اُردو زبان کا کہین پتہ بھی نہین چلنے کا ۔

اب اگر حروف کی تبدیلی سے کوئی عظیم انقلاب ان صوبجات اور اردو کی زبان مین آنے والا ہے تو ہمین دیکھنا چاہیے کہ یہ تبدیلی کہانتک قرین انصاف ہے ۔ اور یہ بظاہر ادنےٰ اور خفیف تغیر جسکے مضر اثرات کو ہم اپنی آنکھون سے دیکھ رہے ہین کیسے مسلمانون کی دل شکنی کا باعث نہ ہوگا ۔ مسلمان ایک اپنی گزشتہ سلطنت اور حکومت اور دولت اور ثروت کو یاد کرکے پیچ اور افسوس

کر رہے ہین - سر سید احمد خان سے لیکر اور نیز بڑے بڑے مدبران مثل سر جان
اسٹریچی اور سر اکلینڈ کالون نے بڑی کوشش اور مہربانی کے برتاؤ سے مسلمانون
کو موجودہ زندگی کے حالات کے موافق چلنے کی طرف متوجہ کیا تھا اور اب انمین
سیاہ ماتمی لباس کسیقدر کم ہو چلا ہے اور عوام الناس مین مرثیہ خوانی اور رونے
کا شور و غل بھی کم ہو چلا ہے - لیکن اب وہ اپنی حسرت بھری آنکھون سے دیکھ رہے
ہین - کہ اونکی زبان بھی ہاتھ سے جاتی ہے - پھر وہ سالہا سال تک اسکی یاد
مین ماتم کیا کرینگے اور بجاے اسکے کہ ناگزیری پابندی کو حاصل کرین اور اسکو ایک
مصیبت خیال کر کے اسکا مقابلہ کرین وہ اکثر اپنا وقت رنج اور افسوس مین کاٹین گے
کہا انکا مقابلہ اور کہا انکی جوانمردی - اور اگر انکی خوش قسمتی سے پھر کوئی سر سید احمد خان
جیسا ریفارمر اور سر جان اسٹریچی اور سر اکلینڈ کالون جیسے مہربان اور مدبر حاکم آ گئے
تو شاید ان کے دلون سے اس رنج اور افسوس کو محو کر سکین گے ورنہ
انکو ہمیشہ کا رونا تو ہے ہی -

اب ہمین دیکھنا یہ ہے کہ اردو زبان کی جگہ کوئی دوسری زبان اسوقت
ایسی موجود ہے جو اس قابل ہے کہ ہم اوسے اس ملک کے باشندون کی مادری
زبان کہہ سکین - میرے خیال مین کوئی بھی ایسی زبان اسوقت موجود نہین ہے - ایک
اردو ہی ایسی زبان ہے جسکو خاص پشاور سے لیکر سہارنپور تک نہین بلکہ بنگالہ سے
لیکر مدراس تک اور ناگپور سے لیکر کشمیر تک ہر ایک فرد بشر سمجھ سکتا ہے - اسکا ایک

بڑی آسانی سے تجربہ ہو سکتا ہے - آپ غازیپور مین کسی عدالت مین جا کر دیکھیے اور غور سے سنئے کہ ایک دیہاتی ہندو گواہ سے وکیل کس زبان مین سوال کر رہا ہے اور پھر دیکھئے کہ وہ اُسکے سوالات کو بخوبی سمجھتا ہے یا نہین - پھر اُسکے بعد آپ ریل مین سوار ہو کر سہارنپور پہونچ جائیے اور وہان کسی عدالت مین جا کر سنئے کہ ایک وکیل صاحب ایک دیہاتی ہندو گواہ سے کس زبان مین جرح کے سوالات کر رہے ہین اور پھر دیکھئے کہ وہ اُسکے سوالات کو سمجھ کر انکا جواب دیتا ہے یا نہین - اگر ان دونون مثالات کے دیہاتی اور وہ بھی ہندو اُردو زبان سمجھ سکتے ہین تو پھر حامیان ناگری کی اس غلط بیانی کا کیا ٹھکانا ہے جنھون نے حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کو یقین دلانے کی اسقدر کوشش کی ہے کہ اُردو ایک اجنبی زبان ہے -

اسوقت صرف ایک زبان ہے جسکو حامیان ناگری آئندہ عدالتون کی زبان کا عوید اخیال کرتے ہین یعنی برج بھاشا اور یہی زبان ہے جو کتابون مین لکھی جاتی ہے - یہ زبان بوجہ ایک عرصہ دراز تک متروک الاستعمال رہنے کے اب خود جمہور اہل ہنود کو اجنبی معلوم ہوتی ہے - مینے تجربہ کر دیکھا ہے کہ دیہاتی لوگ اس زبان کو مطلق نہین سمجھتے - کایستھ لوگ بھی نہین سمجھتے - اور اگر بہت ہی سادہ اور اُردو کے الفاظ شامل کر کے لکھی جاوے تو وہ لوگ جو سرکاری مدارس مین پڑھے ہین یا وہ برہمن جو پستکون وغیرہ پڑھتے ہین

اچھی سنسکرت جانتے ہین وہ اس زبان کو سمجھ سکتے ہین - پس ہمکو یہ بات دریافت کرنیکا حق حاصل ہے کہ وہ کیا مجبوری پیش آئی جسکی وجہہ سے ایک مکمل اور رائج زبان کو نیست و نابود کر کے ایک اور زبان کو جو اسوقت کہین بہی نہین بولی جاتی جاری کیا جاتا ہے اگر اُردو مین یہ ڈر تھا کہ عربی اور فارسی سے تراش تراش کر الفاظ نکالے جاوینگے تو ہندی یا برج بہاشا تو خود سنسکرت کی مشکل الفاظ کے تراش سے تیار ہوتی ہے کیونکہ بوجہ روزمرہ کی زبان نہ ہونے کے وہ بالکل ایک کتابی زبان رہگئی ہے اور جسکو سوا اُن لوگون کے اور کوئی نہین لکھ سکتا جو سنسکرت کے پورے ماہر نہ ہون -

مین آپ حضرات کے سامنے ایک برج بہاشا کی عبارت پڑہتا ہون اور آپ انصاف سے کہئے کہ آپ اسمین سے کس قدر سمجھتے ہین - میرے خیال مین آپ بہت ہی کم سمجھے ہونگے (سب نے تسلیم کیا کہ ہم بہت کم سمجھے ہین) اب آپکے لیے برج بہاشا اس وقت ایک اجنبی زبان ہے - آپکو کیون مجبور کیا جاوے کہ آپ رفتہ رفتہ اس زبان کو سیکھین اور ہندو صاحبان جو اس وقت بہ حیثیت قوم ہونے کے اُردو زبان کو مادری زبان کے طور پر بولتے اور استعمال کرتے ہین اُنکو کیون اجازت دی جاوے کہ وہ اُسکو چہوڑ کر ایک ایسی زبان سیکھین جو اسوقت اُن کے لیے بہی اُسیقدر اجنبی زبان ہے جس قدر آپ کے لیے - اگر حامیان ناگری اور ہندی کو اپنی مادری زبان سے صرف اسوجہہ سے تعصب ہے کہ اوسمین عربی

اور فارسی کی آمیزش ہے تو کیا جاہل مسلمانون کو اوس زبان سے کچھہ تعصب نہ ہوگا جو علاوہ ایک اجنبی اور ناقابل مفہوم ہونے کے ہندون کی مذہبی زبان خیال کی جاتی ہے۔

اب حضرات مسلمانون کو زبان کے بدلنے سے جو نقصانات پہونچنے والے ہین اونکا آپکو ابہی سے پورا پورا اندازہ کرلینا چاہئے تاکہ آپ اپنی مہربان گورنمنٹ سے بڑی عاجزی اور ادب سے اپنا انصاف حاصل کرنے کے لئے مستعد ہوجائین ہندی زبان اور ناگری حروف کا سیکہنا مسلمانون کی قوم کو اتنا آسان نہین جسقدر اردو حروف اور زبان کا سیکہنا۔ آپکے بچون کو پاٹ شالاؤن مین جاکر تعلیم پانا ایک عرصہ دراز تک شاق گذرے گا۔ اور عام تعلیم کے پہیلنے کا بڑا ذریعہ وہ مکاتب ہین جنکا اب خاتمہ ہونے والا ہے۔ سرکاری مدارس مین ہی اب تک مسلمانون نے تعلیم حاصل کرنے مین کچھہ نمایان ترقی نہین کی۔ یہی مکاتب کی تعلیم ہی جسکی وجہ سے کچھہ نہ کچھہ علمی روشنی انکی قوم کو نصیب ہوتی تہی اب انکا بہی چراغ کوئی دن مین گل ہوا چاہتا ہے۔ پس مسلمانون کی عام تعلیم پر نہایت ہی سخت برا اثر پڑے گا۔ اور برخلاف اسکے دیگر اقوام کو اردو کے سیکہنے مین بہی اسقدر سہولیت اور آسانی ہے جسقدر ناگری کے سیکہنے مین۔ اردو کی تعلیم کے لئے زیادہ تر اہل ہنود کے معلم ہوتے ہین۔ انکے ذاتی مکاتب بہی ہین اور سرکاری اسکولون مین بہی اکثر وہی لوگ مدرسی کا کام کرتے ہین۔

علاوہ اسکے اُنکے لئے ہندی کی بہی پاٹ شالین موجود ہین - وہ مکتبون کو چہوڑکر پاٹ شالاؤن مین جا بہرتی ہونگے اور مسلمان نہ ادہر کے اور نہ اودہر کے گویا کہ اگر مسلمانون کے ہاتہ سے اُردو زبان جاتی رہی تو اوس کے ساتہ ہی اونکی دوبارہ زندگی کی رہی سہی امیدین بہی خاک مین مل جائینگی -

نیز ابتک مسلمانون کو انگریزی تعلیم شروع کرنے کے لئے صرف ایک منزل طے کرنی پڑتی تہی یعنے قرآن شریف کے ختم کے بعد بچے اسکولون مین بہرتی ہوجاتے تہے اُسمین بہی وہ دیگر اقوام کے طلبا سے بلحاظ قید عمر کے ہمیشہ نقصان اُٹہاتے تہے - اگر دیگر اقوام کے لوگ بیس برس مین بی اے کی ڈگری حاصل کرسکتے ہین - تو مسلمان بائیس برس کی عمر سے پہلے وہی امتحان پاس نہین کرسکتے اب اگر رفتہ رفتہ اُردو زبان کی جگہ ہندی ہوگئی تو اونکو دو منزلین طے کرنی پڑینگی -

اول وہ قرآن شریف پڑہینگے اور پہر اُردو اور اُسکے بعد انگریزی تعلیم شروع کرینگے یعنے سرکاری مدارس کی تعلیم جہان پر اُنہین ہندی بہی پڑہنی ہوگی - اس وقت کو امسال کی پنجسالہ تعلیمی رپورٹون مین بمبئی اور مدراس کے ڈائرکٹران نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے اور وہان کے مسلمانون کی تعلیمی ابتری کی ایک بڑی بہاری وجہ یہی بتلائی ہے کہ اونکو وہ زبانین سکہانے کی کوشش کیجاتی ہے جن سے اُنکو قدرتًا اجتناب ہے - مین اسوقت اس بحث کو ختم کرتا ہون اور

آپ صاحبان سے صرف اسقدر التجا ہے کہ آپ اس معاملہ مین ہرگز غفلت سے کام نہ لین۔ انگریزی حکومت کا ایک خاصہ ہے کہ وہ معقول پبلک راے کو ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور صاف گوئی کو پسند کرتی ہے۔ اگر آپ اپنی واجب شکایت کو گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرینگے تو بجاے اسکے کہ جناب کلکٹر صاحب یا خود حضور سر انٹونی میکڈانل ناراض ہون وہ نہایت خوشی سے آپ کی بات کو سنینگے اور اگر بات معقول ہوگی تو ضرور اوس کا تدارک بھی کرینگے۔

رزولیوشن نمبر ۱۴

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ گورنمنٹ کی خدمت مین موءدبانہ عرض کیا جاے کہ اردو تحریر کا بجاے فارسی حروف کے ناگری مین تبدیل کرنا صرف رسم خط ہی کے مسئلہ پر محدود نہین ہے بلکہ اسمین تبادلہ زبان مضمر ہے اور بالآخر اسکا لازمی نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ شایستہ اردو زبان بتدریج زایل ہوکر اوسکے بجاے پرانی ہندی جاری ہو جائیگی جو ناگری حروف مین لکھی جاتی ہے۔ اور اسلیے مسلمان بہت تشویش اور غور سے گورنمنٹ کے اس رزولیوشن کو جو بظاہر سادہ اور بے ضرر معلوم ہوتا ہے دیکھ رہے ہین اور اوسکو اردو زبان کی موت کا گزٹ سمجھتے ہین۔

مولوی بہادر علی صاحب نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

پندرہوان رزولیوشن مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر اٹاوہ نے پیش کیا اور حافظ امام الدین صاحب میونسپل کمشنر و رئیس علی گڑھ نے اوسکی تائید کی اور

بالاتفاق منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۵

بالاتفاق قرار پایا کہ پبلک - جوڈیشل اور انتظامی معاملات مین زبان اور طرز تحریر کی تبدیلی جو سرکاری کاروبار مین ہندی حروف کے جاری ہونے سے عمل مین آویگی کچھ زمانہ گذرنے کے بعد اوسمین وقتین اور پیچیدگیان پیدا ہونگی اور اوسکی ضرورت پیدا ہوگی کہ ان دو قسم کے حرفون مین سے ایک ہی قسم کے حروف رکھے جائین - اور گورنمنٹ کے عہدہ دارون اور سرکاری ملازمون اور عوام الناس کو بھی پیچیدگی اور دقت محسوس اور ان دو قسم کے حرفون مین سے کسی ایک کے قایم رکھنے کی ضرورت معلوم ہونے لگے گی - اور چونکہ دیوناگری کے حروف کی تائید اور تجدید رزولیوشن گورنمنٹ زیر بحث سے ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسلئے سخت اندیشہ اور ابھی سے اسکا خوف ہے کہ اُردو زبان و حروف کو اس ردو. قدح مین نقصان پہونچے گا اور ہندوستان خاص اپنی اصلی زبان اُردو سے محروم ہوجاویگا۔

سولھوان رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور شیخ عبداللہ صاحب نے اُسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۶

بالاتفاق قرار پایا کہ مجوزہ میموریل کے ہمراہ وہ رسالہ بھی جو اُردو ڈیفینس ایسوسی ایشن

نے تیار کیا ہے۔ عالیجناب ہز آنر کی خدمت میں بطور ایڈریس کے ترجمہ پیش کیا جاوے۔

تیسرا ریزولیوشن۔ نواب لطف علیخان صاحب پریسیڈنٹ نے پیش کیا اور حاجی محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس پونڈہ گاؤن اور خواجہ احمد شاہ صاحب رئیس لدھیانہ صوبہ پنجاب نے اوسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

ریزولیوشن نمبر ۱۷

بالاتفاق قرار پایا کہ یہ تمہیدی جلسہ نواب محسن الملک بہادر سے درخواست کرے کہ وہ مفصلہ ذیل تار اس میٹنگ کی طرف سے عالیجناب ہز آنر سر انٹونی میکڈانل لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت میں جناب ممدوح کی عنایت آمیز ملاحظہ کے لئے ارسال کریں۔

تار کا ترجمہ نواب محسن الملک بہادر نے پڑھکر سنایا اور اصل انگریزی تار بھی پیش کیا جسکو تمام حاضرین نے غور سے سنا اور پسند کیا۔ وہو ہذا۔

ترجمہ تار

بعالیخدمت ۔

پرائیویٹ سکرٹری

ہز آنر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و اودھ

آج علیگڈھ اور دیگر اضلاع کے مسلمانوں کا ایک جلسہ گورنمنٹ ریزولیوشن

مورخہ ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۰ع جسکی رو سے عدالتون مین ناگری حروف جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے غور کرنے کی غرض سے ٹون ہال مین منعقد ہوا جلسہ مذکور نے مجھے ہدایت کی ہے کہ مین منصلہ ذیل تار جلسہ کی طرف سے آپ کی خدمت مین روانہ کرون -

تار از طرف جلسہ

آپ مہربانی فرما کر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت مین عرض کر دیجئے کہ اس جلسہ کے تمام وفاشعار مسلمانون کو گورنمنٹ کے رزولیوشن متذکرہ بالا کے دیکھنے سے نہایت رنج اور افسوس ہوا اور اونہون نے بالاتفاق یہ راے قرار دی کہ بہت جلد کسی خاص مقام پر شمالی ہندوستان کے مسلمانون کی ایک پبلک ریپرزنٹیٹو میٹنگ جمع کرین اس غرض سے کہ وہ گورنمنٹ کے اس رزولیوشن پر غور کر کے ایک میموریل تیار کرے جسمین نہایت مودبانہ اور وفادارانہ طور پر گورنمنٹ سے استدعا کی جاوے کہ رزولیوشن مذکور منسوخ یا ترمیم یا تبدیل کیا جاوے تا کہ مسلمانون کی قوم کی معاشرت و تمدنی و تعلیمی فوائد و اغراض قایم و محفوظ رہین -

ہز آنر سے یہی عرض کیجئے کہ مسلمانون کی ایک ریپرزنٹیٹو جماعت نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بالقابہ کی خدمت مین پیش کرنے کی غرض سے ایک میموریل

تیار کر رہی تھی اور مسلمانوں کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ گورنمنٹ ایسے اہم مسئلہ کا فیصلہ اسقدر عجلت کے ساتھ کرے گی اسی واسطے مسلمان گورنمنٹ رزولیوشن متذکرہ بالا کو مسلمان رعایاے سلطنت برطانیہ کی آئندہ کی توقعات اور بہبودی کے حق میں ایک ناگہانی اور غیر متوقع صدمہ پہونچانے والا سمجھکر بہت زدہ ہوگئے ہیں۔

گورنمنٹ کی پالیسی میں دفعتًا ایسی تبدیلی کا واقع ہونا اگرچہ مدت دراز کے اُن تحریک کئے ہوئے مباحثون کا نتیجہ ہے جو کہ ابتک ناکامیاب رہے تھے اور جنکو گورنمنٹ نے بوجوہات معقول اسوقت تک منظور نہ کیا تھا اور ابتک ملتوی رکھا تھا مگر اب بذریعہ ایک ایسے سادہ اور مختصر رزولیوشن کے طے کر دیئے گئے ہین جس مین مسلمانون کے اطمینان کے لئے کوئی دلیل اس بات کی نہین دی گئی کہ اُس طرز کتابت کو جو مدت دراز سے مروج ہے اور جو ان صوبجات مین سلطنت برطانیہ کے قایم ہونے کے وقت سے ابتک بالعموم کامیابی کے ساتھ جاری ہے کیون بدلا جاتا ہے۔

بنگال۔ اوڑیسہ۔ ممالک متوسط۔ یہانتک کہ بہار مین بھی حروف کا تبدیل ہوجانا ہندوستان خاص اور اودہ کے لئے نظیر نہین ہوسکتا۔ سر سید احمد خان مرحوم نے چالیس سال کی لگاتار کوشش کے بعد نہایت مشکل اور بڑی محنت سے مسلمانون کو انگریزی زبان سیکھنے کی طرف متوجہ کیا تھا اور مسلمان ابتک پورے طور پر اُسکی

طرف مائل اور متوجہ ہوئے پاتے تھے کہ اب ایک اور غیر اسلامی زبان اور خط کے سیکھنے کا ان پر ایسا دباؤ ڈالا جاتا ہے جس کا ڈالنا انکے لیے ایک سخت مشکل اور انکی بدنصیبی کا باعث ہے - کیونکہ برخلاف انگریزی زبان کے یہ زبان غالباً انکی تعلیمی مقاصد کے لیے بے ثمر اور گورنمنٹ کی ملازمت میں ترقی کرنے کیلیے مضر ثابت ہوگی - قطع نظر مسلمانوں کے نقصانات کے دوسرے لوگوں کو بھی اس سے ان فوائد کا حاصل ہونا جو اس تبادلہ حروف سے خیال کیے گئے ہیں ناممکن ہے - کیونکہ جب عملی طور سے اس مسئلہ پر ایک نظر ڈالی جاتے تو ظاہر ہوگا کہ اہل معاملہ اور درخواست کرنے والوں کو واقعی اور حقیقی طور پر عملی کارروائی میں وہ اسباب نہ ہونگی جو بظاہر گورنمنٹ کے رزولیوشن زیر بحث میں پیش نظر رکھی گئی ہیں -

کیونکہ ان تمام معاملات میں جو کہ عدالتوں اور کچہریوں کی کارروائی سے متعلق ہیں اور جن میں سرکاری ضوابط کی پابندی لازمی ہے لایق اور سند یافتہ اور ضوابط سرکاری سے واقف کار عرضی نویسوں کی ضرورت بدستور باقی اور جاری رہے گی اور عرائض لکھوانے والے عام اس سے کہ جاہل ہوں یا خواندہ اپنی عرضیاں یا درخواستیں عرضی نویسوں ہی سے لکھوائینگے - ایسی حالت میں درخواست کرنیوالے اور فریقین مقدمہ اردو کے لکھنے والوں کے بجاے ہندی لکھنے والوں کے پاس جانے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتے - علاوہ اس کے گورنمنٹ کی یہ غلطی جو بذریعہ رزولیوشن گورنمنٹ کے کی جاتی ہے وہ فی الحقیقت اور عملی طور پر زبان کی تبدیلی

سے جس سے ایک شایستہ اور مروجہ زبان اُردو کے بجاے ہندی بھاشا جاری ہوجائیگی - جس سے نہ گورنمنٹ کے افسر نہ عملہ کے ملازم نہ وکیل نہ لیڈر نہ عام اہل معاملہ واقف ہین - اور آخری اور لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ ہندوستان خاص اُس مستحکم اور مسلمہ اور شایستہ زبان اُردو سے جو اب تک عموماً جاری رہی ہے اور جاری ہے محروم ہوجائیگا - اور اس دوسری طرز تحریر کو سرکاری دفاتر مین جاری کرنے سے جو مشکلات پیش آوینگی اُن کی نسبت نہایت وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اُن کی مثال تواریخ مین نہین مل سکتی اور اس کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا جو دو مختلف زبانون کو اظہار خیالات کا ذریعہ گرداننے سے ہو سکتا ہے - یعنی تحریر مین نہایت کثرت سے پیچیدگی اور ابہام واقع ہوگا -

پوری نقل اُن رزولیوشنون کی جو آج کے جلسہ مین پاس ہوئے ہین عالیجناب ہز آنر کی خدمت مین بذریعہ ڈاک کے بھیجی جائیگی -

اسکے بعد صدر انجمن کے لئے شکریہ کا ووٹ پاس کیا گیا اور جلسہ برخاست ہوا - فقط

دستخط ۔ ۱۹۰۰ء

محسن الملک